جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل پہلے ہی سے بھاگنے والا ہی تھا

هٰذا الّذی کنتم بہ تستعجلون

(یہ وہی ہے جسکے لئے تم جلدی کرتے تھے)

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی اور اُن کے شاگرد بٹالوی کو جو مؤلف رسالہ ہذا صاحب کتاب ازالہ اوہام و توضیح مرام کو کافر اور دجال اور کذّاب اور مُلحد اور بے ایمان اور ملعون اور ردود از رحمتِ رحمٰن ٹھہراتے ہیں اور ایسا ہی اُنکے تمام ہمخیالوں مولویوں صوفیوں پیرزادوں فقیروں سجادہ نشینوں کو آسمانی فیصلہ کیطرف دعوت

اور نیز اُنکی گذشتہ مباحثات کی کیفیت

والحمد للہ والمنّت کہ

یہ رسالہ موسومہ

آسمانی فیصلہ

انوار احمدیہ پریس قادیان

تعداد اشاعت ۵۰۰ قیمت ۴

بار سوم نومبر ۱۹۰۱ء

اطلاع

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالےٰ چاہے تو کسی بُرہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دُعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو

حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سُننے کے لئے اور دُعا میں
شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آجانا چاہیے اور اس جلسہ میں ایسی حقایق
اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو
ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص
دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کیجائیگی
کہ خدایتعالی اپنی طرف اُنکو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں
بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں
جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے
پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھہ لیں گے اور روشناسی ہوکر آپس میں رشتہ تودد و تعارف
ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کرجائیگا
اس جلسہ میں اُس کے لئے دُعائے مغفرت کی جاوے گی اور تمام بھائیوں کو
روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو
درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کیجائیگی
اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو
انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے
لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور
اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھہ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز
یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ سفر میسر
آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہوجائیگا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں
سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھکو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں
تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں اُن تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت

تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل وجان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آ جائیں جنمیں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جاوے اور اب جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اُٹھا کر حاضر ہوئے خدا اُن کو جزاے خیر بخشے اور اُن کے ہر یک قدم کا ثواب اُن کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

نئی کتابیں

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا۔ مضمون نام سے ہی ظاہر ہے ایک قابل دید مختصر رسالہ ہے۔ قیمت ۲ ر

دو خط۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ کے دو خط جن میں سے ایک مسئلہ ناسخ منسوخ پر ہے اور دوسرا رد شیعہ میں ہے مسئلہ ناسخ منسوخ کی اصل حقیقت دکھائی ہے۔ قیمت ۲ ر

زیر طبع

ازالہ اوہام۔ حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضھم کی دعاوی اور دلائل پر مبسوط کتاب پہلا اڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ پہلے ایڈیشن کی قیمت ۳ تھی۔ اب نصف کے قریب ہو گی۔

کل درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس یا دفتر الحکم میں آنی چاہئیں۔

ای خداوند رہنمای جہان
صادقان از کاذبان نمایان

آتش افتاد در جہان ز فساد
الغیاث ای مغیث عالمیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لَن یَّجعَلَ اللّٰہُ لِلکٰفِرِینَ عَلَی المُؤمِنِینَ سَبِیلًا

یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومنوں کو ملزم کرنیکیلئے راہ پا سکیں

میان نذیر حسین صاحب کی تکفیر کی اصل حقیقت اور اُنکی مصنوعی فتح کی واقعی کیفیت اور انکو اور اُنکے ہمخیال لوگوں کو آسمانی فیصلہ کیطرف دعوت



میاں نذیر حسین صاحب دہلوی اگرچہ آپ ہی کفر کے فتووں سے بچے ہوئے نہیں ہیں اور خیر سے ہندوستان میں اول الکافرین وہی ٹھہرائے گئے ہیں تاہم اُنکو دوسرے مسلمانوں کے کافر بنانے کا اسقدر جوش ہے کہ جیسے راستباز لوگوں کو مسلمان بنانے کا شوق ہوتا ہے وہ اس بات کے بڑے ہی خواہشمند پائے جاتے ہیں کہ کسی مسلمان پر خواہ نخواہ کفر کا فتویٰ لگ جائے گو کفر کی ایک بھی وجہ نہ پائی جائے اور اُن کے شاگرد رشید میاں محمد حسین بٹالوی جو شیخ کہلاتے ہیں اُنہیں کے نقش قدم پر چلے ہیں بلکہ شیخ جی تو کچھ زیادہ گرمی دارادہ تکفیر کے شوق میں اپنے استاد سے بھی کچھ بڑھ چڑھکر ہیں اِن دونوں استاد اور شاگرد کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ننانویں وجوہ ایمان کی کھلی کھلی اِنکی نگاہ میں پائی جائیں اور ایک وجہ انکو اپنی کوتہ نظری کی وجہ سے سمجھ میں نہ آوے تو پھر بھی ایسے آدمی کو کافر کہنا ہی مناسب ہے چنانچہ اس عاجز کے ساتھ بھی اِن حضرات نے ایسا ہی برتاؤ کیا جو شخص اس عاجز کی تالیفات براہین احمدیہ اور سرمہ چشم آریہ وغیرہ کو غور سے پڑھے اُسپر بخوبی کھل جائیگا کہ یہ عاجز کس جاں نثاری کے ساتھ خادم دین اسلام ہے اور کس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے شائع کرنے میں فدا شدہ ہے مگر پھر بھی میاں نذیر حسین صاحب اور اُن کے شاگرد بٹالوی نے صبر نکیا جبتک کہ

اس عاجز کو کافر قرار نہ دیدیا میاں نذیر حسین صاحب کی حالت نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ اس پیرانہ سالی میں کہ گور میں پیر لٹکا رہے ہیں اپنی عاقبت کی کچھ پروا نکی۔ اور اس عاجز کو کافر ٹھہرانے کے لئے دیانت اور تقویٰ کو بالکل ہاتھ سے چھوڑ دیا اور موت کے کنارہ تک پہونچکر اپنے اندرون کا نہایت ہی بُرا نمونہ دکھایا خدا ترس اور متدین اور پرہیزگار علماء کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ جبتک اُنکے ہاتھ میں کسی کے کافر ٹھہرانے کے لئے ایسی صحیحہ یقینیہ قطعیہ وجوہ نہ ہوں کہ جن اقوال کی بنا پر اُس پر کفر کا الزام لگایا جاتا ہے اُن اقوال مستلزم کفر کا وہ اپنے مُنہ سے صاف اقرار کری انکار نکرے تب تک ایسے شخص کو کافر بنانے میں جلدی نکریں لیکن دیکھنا چاہیئے کہ میاں نذیر حسین اسی تقوے کے طریق پر چلے ہیں یا اور طرف قدم مارا۔ سو واضح ہو کہ میاں نذیر حسین نے تقویٰ اور دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا مینے دہلی میں تین اشتہار جاری کئے اور اپنے اشتہارات میں بابار ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور عقیدۂ اسلام رکھتا ہوں بلکہ میں نے اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر پیغام پہونچایا کہ میری کسی تحریر یا تقریر میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جو نعوذ باللہ عقیدہ اسلام کے مخالف ہو صرف معترضین کی اپنی ہی غلط فہمی ہے ورنہ میں تمام عقائد اسلام پر بدل وجان ایمان رکھتا ہوں اور مخالف عقیدۂ اسلام سے بیزار ہوں لیکن حضرت میاں صاحب نے میری باتوں کی طرف کچھ بھی التفات نہ کی اور بغیر اس کے کہ کچھ تحقیق اور تفتیش کرتے مجھے کافر ٹہرایا بلکہ میری طرف سے انا مومن انا مومن کے صاف اقرارات بھی سُنکر پھر ہی لست مؤمنًا کہہ دیا اور جا بجا اپنی تحریروں اور تقریروں اور اپنے شاگردوں کے اشتہارات میں اس عاجز کا نام کافر و بیدین اور دجال رکھا اور عام طور پر مشتہر کر دیا کہ یہ شخص کافر اور بے ایمان اور خدا اور رسولؐ سے رو گردان ہے سو میاں صاحب کی اس پہونک سے عوام الناس میں ایک سخت آندھی پیدا ہو گئی اور ہندوستان اور پنجاب کے لوگ ایک سخت فتنہ میں پڑ گئے خاصکر دہلی والے تو میاں صاحبکی اس اخگر اندازی سے آگ ببولا بن گئے

شائد دہلی میں ساٹھہ یا ستر ہزار کے قریب مسلمان ہوگا لیکن اُنہیں سے واللہ اعلم شاذ و نادر کوئی
ایسا فرد ہوگا جو اس عاجز کی نسبت گالیوں اور لعنتوں اور ٹھٹھوں کے کرنے یا سننے میں شریک
نہ ہوا ہو یہ تمام ذخیرہ میاں صاحب کے ہی اعمالنامہ سے متعلق ہے جسکو اُنہوں نے اپنی زندگی
کے آخری دنوں میں اپنی عاقبت کے لئے اکٹھا کیا اُنہوں نے بھی گواہی پوشیدہ کر کے لاکھوں
دلوں میں جما دیا کہ درحقیقت یہ شخص کافر اور لعنت کے لائق اور دین اسلام سے خارج ہے
اور میں نے اُنہیں دنوں میں جبکہ میں دہلی میں مقیم تہا شہر میں تکفیر کا عام غوغا دیکھہ کر ایک خاص
اشتہار میاں صاحب کو مخاطب کر کے شائع کیا اور چند خط بھی لکھے اور نہایت انکسار اور فروتنی سے
ظاہر کیا کہ میں کافر نہیں ہوں اور خدائتعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اُن سب عقاید پر
ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا
قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑہتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ
اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور یہ بھی لکھا کہ میں ملائک کا منکر بھی نہیں بخدا میں اُسیطرح ملائک کو
مانتا ہوں جیسا کہ شرع میں مانا گیا اور یہ بھی بیان کیا کہ میں لیلۃ القدر کا بھی انکاری نہیں بلکہ
میں اُس لیلۃ القدر پر ایمان رکھتا ہوں جسکی تصریح قرآن اور حدیثوں میں وارد ہو چکی ہے اور
یہ بھی ظاہر کر دیا کہ میں وجود جبرائیل اور وحی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں انکاری نہیں اور نہ حشر
و نشر اور یوم البعث سے منکر ہوں اور نہ خام خیال نیچریوں کی طرح اپنے مولیٰ کی کامل عظمتوں اور
کامل قدرتوں اور اسکے نشانوں میں شک رکھتا ہوں اور نہ کسی استبعاد عقلی کیوجہ سے
معجزات کے ماننے سے مُنہ پھیرنیوالا ہوں اور کئی دفعہ میں نے عام جلسوں میں ظاہر کیا کہ
خدائیتعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں پر میرا یقین ہے بلکہ میرے نزدیک قدرت کے غیر محدود ہونیت
الوہیت کا ایک ضروری لازمہ ہے اگر خدا کو مان کر پہر کسی امر کے کرنے سے اسکو عاجز قرار
دیا جائے تو ایسا خدا خدا ہی نہیں اور اگر نعوذ باللہ وہ ایسا ہی ضعیف ہے تو اُس پر بہروسہ
کرنیوالے جیتے ہی مر گئے اور تمام امیدیں اُنکی خاک میں مل گئیں بلاشبہ کوئی بات اُس سے

انہونی نہیں ہاں وہ بات ایسی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی شان اور تقدس کو زیبا ہو اور اُس کے صفات کاملہ اور اس کے مواعید صادقہ کے برخلاف نہ ہو۔ لیکن میاں صاحب نے باوجود میرے ان تمام اقرارات کے صاف لکھا کہ تم پر کفر کا فتویٰ ہو چکا اور ہم تمکو کافر اور بے ایمان سمجھتے ہیں بلکہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں جو تاریخ بحث مقرر کی گئی تھی جس سے پہلے اشتہارات مذکورہ جاری ہو چکے تھے میاں صاحب کی طرف سے بحث ٹالنے کے لئے بار بار یہی عذر تھا کہ تم کافر ہو پہلے اپنا عقیدہ تو مطابق اسلام ثابت کرو پھر بحث بھی کرلیں اُس وقت بھی بتمامتر ادب یہی کہا گیا کہ میں کافر نہیں ہوں بلکہ اُن تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو اللہ جلشانہ نے مسلمانوں کے لئے عقائد ٹھہرائے ہیں بلکہ جیسا کہ اشتہار ۲۳۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں درج ہے میںنے اپنے ہاتھ سے ایک تحریر بھی لکھکر دی کہ میں ان تمام عقائد پر ایمان رکھتا ہوں مگر افسوس کہ میاں صاحب موصوف پھر بھی اس عاجز کو کافر ہی جانتے رہے اور کافر ہی لکھتے رہے اور یہی ایک بہانہ اُنکے ہاتھ میں تھا جسکی وجہ سے مسیح کی وفات حیات کے بارے میں اُنہوں نے مجھ سے بحث نہ کی کہ یہ تو کافر ہے کافروں سے کیا بحث کریں اگر اُنہیں ایک ذرہ تقویٰ ہوتی تو اُسیوقت سے جو میری طرف سے عقاید اسلام اور اپنے مسلمان ہونیکا اشتہار جاری ہوا تھا تکفیر کے فتویٰ سے دستکش ہو جاتے اور جیسا کہ ہزاروں لوگوں میں تکفیر کے فتویٰکو مشہور کیا تھا ایسا ہی عام جلسوں میں اپنی خطا کا اقرار کرکے میرے اسلام کی نسبت صاف گواہی دیتے اور ناحق کے سوء ظن سے اپنے تئیں بچاتے اور خلاف واقعہ تکفیر کی شہرت کا تدارک کرکے اپنے لئے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک عذر پیدا کر لیتے لیکن اُنہوں نے ہرگز ایسا نکیا بلکہ جب تک میں دہلی میں رہا یہی سنتا رہا کہ میاں صاحب اس عاجز کی نسبت گزرے اور ناگفتنی الفاظ اپنے مُنہ سے نکالتے ہیں اور تکفیر سے دست بردار نہیں ہوئے اور ہر چند کوشش کیگئی کہ وہ اس نالائق

طریق سے باز آجائیں اور اپنی زبان کو تھام لیں لیکن اِس عاجز کی نسبت کافر کافر کہنا
ایسا اُنکی زبان پر چڑھ گیا کہ وہ اپنی زبان کو روک نہیں سکے اور نفس امّارہ نے ایسا
اُنکے دِل پر قبضہ کر لیا کہ خدا تعالیٰ کے خوف کا کوئی خانہ خالی نہ رہا **فاعتبروا یا اولی
الابصار**۔ اب میں اُنکی تکفیر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا ہر یک شخص اپنی گفتار و کردار
سے پوچھا جائیگا اُنکے اعمال اُنکے ساتھ اور میرے اعمال میرے ساتھ لیکن افسوس تو
یہ ہے کہ ناحق کے الزاموں اور مفتریانہ کاموں کی طرف اُنہوں نے توجہ کی اور جو اصل
بحث کے لایق اور متنازعہ فیہ امر تھا یعنے **وفات مسیح** علیہ السلام اُسکی طرف
اُنہوں نے ذرہ توجہ نہ فرمائی میں نے انکی طرف کئی دفعہ لکھا کہ میں کسی اور عقیدہ میں آپکا
مخالف نہیں صرف اِس بات میں مخالف ہوں کہ میں آپکی طرح حضرت مسیح علیہ السلام
کی جسمانی حیات کا قائل نہیں بلکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو **فوت شدہ** اور
داخل موتے ایماناً و یقیناً جانتا ہوں اور اُنکے مرجانے پہ یقین رکھتا ہوں اور کیوں یقین
نہ رکھوں جبکہ میرا **مولیٰ** میرا آقا اپنی کتاب عزیز اور قرآن کریم میں اُنکو متوفیوں کی
جماعت میں داخل کرچکا ہے اور سارے **قرآن** میں ایک دفعہ ہی اُنکی خارق عادت
زندگی اور اُنکے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں بلکہ اُنکو صرف فوت شدہ کہہ کر پھر چپ ہو گیا
لہذا اُنکا زندہ بجسدہ العنصری ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں آنا نہ صرف اپنے
ہی الہام کی رو سے خلاف واقعہ سمجھتا ہوں بلکہ اِس خیال حیات مسیح کو نصوص بیّنہ
قطعیہ یقینیہ قرآن کریم کی رو سے لغو و باطل جانتا ہوں۔ اگر یہ میرا بیان کلمہ کفر ہے
یا جھوٹ ہے تو آئیے اس امر میں مجھ سے بحث کیجئے پھر اگر آپ نے قرآن اور
حدیث سے **حیاتِ جسمانی** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت کرکے دکھلادی
تو میں **اس قول** سے رجوع کروں گا بلکہ وہ اپنی کتابیں جنمیں یہ مضمون ہے جلا دونگا۔
اگر بحث نہیں کرسکتے تو آؤ اِس بارہ میں اِس مضمون کی قسم ہی کھاؤ کہ قرآن کریم میں

میں مسیح کے وفات کا کچھہ ذکر نہیں بلکہ حیات کا ذکر ہے یا کوئی اور حدیث صحیح مرفوع متصل موجود ہے جس سے توفی کے لفظ کی کوئی مخالفانہ تفسیر کر کے مسیح کے حیات جسمانی پر گواہی دی ہے پہر اگر ایک سال تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا کوئی کھلا نشان ظاہر نہ ہوا کہ آپنے جھوٹی قسم کہائی ہے یعنے کسی وبال عظیم میں آپ مبتلا نہ ہوئے تب بلا توقف میں آپکے ہاتہہ پر توبہ کروں گا مگر افسوس کہ ہر چند بار بار میاں صاحب سے یہ درخواست کی گئی لیکن نہ اُنہوں نے بحث کی اور نہ قسم کہائی اور نہ کافر کہنے سے باز آئے ہاں اپنی اس کنارہ کشی کی ذلت کو عوام سے پوشیدہ رکہنے کے لئے جھوٹے اشتہارات شائع کر دئے جنمیں یہ بار بار لکہا گیا کہ گو وہ اس عاجز کو بحث کے لئے اخیر تک بلاتے ہی رہے اور قسم کہانے کے لئے بہی مستعد تھے لیکن یہ عاجز ہی اُنسے ڈر گیا اور مقابل پر نہ آیا۔ میاں صاحب اور شیخ الکل کہلانا اور اس قدر جھوٹ! میں اُنکے حق میں علی الکاذبین کیا کہوں خدا تعالیٰ اُن پر رحمت کرے۔ ناظرین! اگر کچھہ نور فراست رکھتے ہو تو یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں میاں صاحب اور اُن کے شاگردوں کی سراسر دروغ بے فروغ اور محض اوباشانہ لاف و گزاف ہے جبکہ میری طرف سے اشتہار پر اشتہار اس بات کے لئے جاری ہوا تہا کہ میاں صاحب مسیح کی وفات کے بارہ میں مجھہ سے بحث کریں اور اسی مطلب کے لئے میں حرج اور خرچ اُٹھا کر ایک ماہ برابر دہلی میں رہا تو پہر ایک حقیقت رس آدمی سمجھہ سکتا ہے کہ اگر میاں صاحب بحث کے لئے سید ہے دل سے مستعد ہوتے تو میں کیوں اُنسے بحث نکرتا نقل مشہور ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں میں اُسی طرح بحث وفات مسیح کے لئے اَب پہر حاضر ہوں جیسا کہ پہلے حاضر تہا اگر میاں صاحب لاہور میں آکر بحث منظور کریں تو میں اُنکی خاص ذاتکا کرایہ آنے جانیکا خود دیدوں گا اگر آنے پر راضی ہوں تو میں اُنکی تحریر پر بلا توقف کرایہ پہلے روانہ کرسکتا ہوں اب میں دہلی میں بحث کے لئے جانا نہیں چاہتا کیونکہ دہلی والوں کے شور وغوغا کو دیکھہ چکا ہوں اور اُنکی مفسدانہ اور اوباشانہ باتیں سُن چکا ہوں

ولا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین - میں تو یہ ہی کہتا ہوں کہ اگر میں بحث وفات مسیح سے گریز کروں تو میرے پر بوجہ صد عن سبیل اللہ خدا یتعالیٰ کی ہزار لعنت ہو اور اگر شیخ الکل صاحب گریز کریں تو اُنپر اِس سے آدھی ہی سہی اور اگر وہ حاضر ہونیسے رُو گردان ہیں تو میں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ پر ہی بذریعہ تحریرات اظہار حق کے لئے بحث کرلیں غرض میں ہر طرح سے حاضر ہوں اور میاں صاحب کے جواب باصواب کا منتظر ہوں میں زیادہ تر گرمجوشی سے میاں صاحب کی طرف اسلئے مستعد ہوا ہوں کہ لوگوں کے خیال میں اُنکی علمی حالت سب سے بڑھی ہوئی ہے اور وہ علما ہند میں بیخ کی طرح ہیں اور کچھہ شک نہیں کہ بیخ کے کاٹنے سے تمام شاخیں خود بخود گرینگی سو مجھے بیخ ہی کیطرف متوجہ ہونا چاہیئے اور شاخوں کا قصہ خود بخود تمام ہوجائیگا اور اِس بحث سے دنیا پر کھل جائے گا کہ شیخ الکل صاحب کے پاس مسیح علیہ السلام کے جسمانی زندگی پر کونسے دلائل یقینیہ ہیں جنکی وجہ سے انہوں نے عوام الناس کو سخت درجہ کے اشتعال میں ڈال رکھا ہے مگر یہ پیشگوئی بہی یاد رکھو کہ وہ ہرگز بحث نہیں کرینگے اور اگر کریں گے تو ایسے رُسوا ہوں گے کہ مُنہ دکھلانے کی جگہ نہیں رہے گی - ہائے مجھے اُنپر بڑا افسوس ہے کہ انہوں نے چند روزہ زندگی کے ننگ ناموس سے پیار کرکے حق کو چھپایا اور راستی کو ترک کرکے ناراستی سے دل لگایا اُنکو خوب معلوم تہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات قرآن کریم اور احادیث صحیحہ مرفوعہ سے بخوبی ثابت ہے مگر سراسر خیانت اور بد دیانتی کی راہ سے اِس شہادت کے ادا کرنے سے وہ عمداً پیچھے ہٹے رہے اُنہوں نے سچائی کا پکا دشمن بنکر محض دروغ گوئی کی راہ سے عوام میں اِس بات کو پہیلایا کہ قرآن کریم میں یہی لکہا ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اور وفات کا کہیں ذکر نہیں مگر چونکہ وہ دل میں جانتے تہے کہ ہم ناحق پر ہیں اور کتاب اللہ کے مخالف کہہ رہے ہیں اِس لئے وہ سیدھی نیت سے بحث کرنے کے لیے مقابل پر نہ آئے

اور بیہودہ شرطوں کے ساتھ اس مختصر اور صاف طریق بحث وفات کو ٹال دیا غضب کی بات ہے کہ خداوند ذوالمجد والجلال تو یہ فرماوے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور میاں نذیر حسین یہ کہیں کہ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ تو زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اُٹھایا گیا ہے آفرین اے نذیر حسین تو نے خوب قرآن کی پیروی کی۔ اور طرفہ تر یہ کہ قرآن کریم میں آسمان کی طرف اُٹھا لینے کا کہیں ذکر ہی نہیں بلکہ وفات دینے کے بعد اپنی طرف اُٹھا لینے کا ذکر ہے جیسا کہ عام طور پر تمام فوت شدہ راستبازوں کے لئے اِرجِعِی اِلیٰ رَبِّکِ کا خطاب ہے سو وہی رفع الی اللہ اور رجوع الی اللہ جس کے لئے پہلے موت شرط ہے حضرت مسیحؑ کے ہی نصیب ہو گیا کہاں یہ رفع الی اللہ اور کہاں رفع الی السماء ہائے افسوس ان لوگوں نے قرآن کریم کو کیسے پس پشت ڈالدیا اور اُسکی عظمت اُنکے دلوں سے کیسی یکدفعہ اُٹھ گئی اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام کی جگہ بے اصل لکیر سے محبت کرنے لگے کتابوں سے تو لدے ہوئے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے سمجھ چھین لی فتح اور شکست کے خیال نے دیانت اور ایمان کو دبالیا اور پندار اور عجب نے حق کے قبول کرنے سے دور ڈالدیا اور مجھے تو اس بات کا ذرہ بھی رنج نہیں کہ میاں نذیر حسین اور اُنکے شاگردوں نے ایک جھوٹی فتح کو خلاف واقعہ مشہور کر دیا اور نفس الامر کو چھپایا اور نہ میرے لئے یہ کچھ رنج کی بات ہے کیونکہ جس حالتیں راست راست اور حق الامر یہی ہے کہ در اصل میاں صاحب ہی ایک بڑی ذلّت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے شکست یافتہ اور پس پا ہو گئے ہیں اور ایسے ہیں کہ اب پھر کبھی کھڑے نہیں ہونگے یہاں تک کہ اسی مغلوبی میں اس عالم سے گذر جائیں گے پھر اگر وہ ملامت خلق پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک مصنوعی فتح کا خاکہ اپنی نظر کے سامنے رکھ کر چند منٹ کے لئے اپنا جی خوش کر لیں تو مجھے کیوں بُرا ماننا چاہیئے بلکہ اگر رحم کی نظر سے دیکھا جائے تو اُنکا یہ حق بھی ہے کیونکہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اُنہوں نے اس عاجز کے مقابل پر شکست فاش کھا کر بہت کچھ

غم وغصہ اٹھایا ہے اور اُنکے دل پر اس اخیر عمر میں سخت صدمہ خجالت اور شرمندگی کا پہونچ گیا ہے اب اگر غم غلط کرنے کے لئے اِس قدر ہی نہ کرتے کہ خلاف واقعہ فتح کا نقارہ بجاتے تو پیرانہ سالی کا ضعیف دل اتنے بڑے صدمہ کی برداشت کیونکر کرسکتا سو شاید انہوں نے جان رکھنا فرض سمجھ کر اتنا بڑا جھوٹ اپنے لئے روا رکھ لیا اور مجھے اب بھی اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ میں اس حق الامر کا اظہار کرکے اُنکے ملمع خوشی کو کالعدم کردیتا کیونکہ فتح وشکست پر نظر رکھنا ایک محجوبانہ خیال ہے اور سچائی کے عاشق سچائی کو ہی چاہتے ہیں خواہ وہ فتح کیصورت میں حاصل ہو جائے یا شکست کے پیرایہ میں ملے مگر چونکہ لوگ ایسی غلط اور مخالفانہ تحریروں سے دھوکے میں پڑ جاتے ہیں اور خلاف واقعہ شہرت کی وجہ سے مُتاثر ہوکر ان تحریروں کو صحیح اور باوقعت سمجھنے لگتے ہیں اور پھر اُس کا بداثر لوگوں کے دین کو سخت نقصان پہونچاتا ہے اس لئے اصل حقیقت کا ظاہر کرنا ایک حق لازم اور دین واجب مجھ پر تھا جو ادا کرنے کے بغیر ساقط نہیں ہوسکتا تھا مگر میں اس بات سے تو نادم ہوں کہ میاں صاحب کی پیرانہ سالی کی حالت میں اُنکے دوبارہ غم تازہ کرنے کا موجب ہوا ہوں۔

اِس جگہ یہ بیان کرنا بھی بے محل نہیں کہ میاں صاحب کے ناحق کے ظلموں سے جو اُنہوں نے اس عاجز کی نسبت روا رکھے ایک یہ بھی ہے کہ بٹالوی کو اُنہوں نے بکلّی کُھلا چھوڑ دیا اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ وہ ہر ایک طرح کی گالیوں اور لعن طعن سے اس عاجز کی آبروریزی اور اہانت کرے سو وہ میاں صاحب کا منشاء پاکر حد سے گذر گیا اور آیت کریمہ لایحبُّ اللّٰہُ الجَھرَ بالسُّوْءِ کی کچھ بھی پروا نہ کرکے ایسی گندی گالیوں پر آگیا کہ چوہڑوں چماروں کے بھی کان کاٹے یہاں تک کہ اس پاکیزہ سرشت نے صدہا لوگوں کے روبرو دھلی کی جامع مسجد میں اس عاجز کو فحش گالیاں دیں چنانچہ گالیوں کے سُننے والوں میں سے شیخ حامد علی میرا ملازم بھی ہے جو اُس وقت موجود تھا جسکی اور لوگوں نے بھی تصدیق کی ایسا ہی اس بزرگ نے پھلور کے اسٹیشن پر ایک جماعت کے روبرو اس عاجز کی نسبت کہا کہ وہ سُننے کی

موت سے مریگا اور عام تحریروں میں اس عاجز کا نام کافر اور دجّال رکھا اور ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کی
کارڈ میں جو اس نے منشی فتح محمد اہلکار ریاست جموں کے نام لکھا جو اس وقت میرے
پاس سامنے پڑا ہے بجز گالیوں کے اور کچھہ تحریر نہیں کیا کھلی تحریر میں سخت گالیاں
دینا اور کارڈوں میں جنکو ہر یک شخص پڑہ سکتا ہے بدزبانی کرنا اور اپنے مخالفانہ جوش کو انتہا
تک پہونچانا کیا اس عادت کو خدا پسند کرتا ہے یا اس کو شیوہ شرفا کہہ سکتے ہیں اس
گیارہ اکتوبر کے کارڈ میں اس بزرگ نے بڑے جوش سے اس ناکارہ کی نسبت لکھا ہے کہ
یہ شخص درحقیقت کافر ہے دجّال ہے ملحد ہے کذّاب ہے۔ اے میرے مولیٰ اے میرے
پیارے آقا مینے اس شخص کی تمام سخت باتوں اور لعنتوں اور گالیوں کا جواب تیرے پر
چھوڑا۔ اگر تیری یہی مرضی ہے تو جو کچھہ تیری مرضی وہ میری ہے مجھے اس سے بڑھکر کچھہ نہیں
چاہیئے کہ تو راضی ہو میرا دل تجھہ سے پوشیدہ نہیں تیری نگاہیں میری تہ تک پہونچی ہوئی
ہیں اگر مجھہ میں کچھہ فرق ہے تو نکال ڈال اور اگر تیری نگاہ میں مجھہ میں کچھہ بدی ہے تو میں
تیری ہی مُنہ کی اُس سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے پیارے ہادی!! اگر مینے ہلاکت کی
راہ اختیار کی ہے تو مجھے اس سے بچا اور وہ کام کرا کہ جسمیں تیری رضامندی ہو۔ میری روح
بول رہی ہے کہ تو میرے لئے ہے اور ہوگا جب سے کہ تو نے کہا کہ میں تیرے ساتہہ ہوں
اور جب سے کہ تو نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انّی مھین من اراد اھانتك اور جب سے
کہ تو نے دلجوئی اور نوازش کی راہ سے مجھے کہا کہ انت منّی بمنزلة لا یعلمھا الخلق
تو اُسی دم سے میرے قالب میں جان آگئی تیری دلارام باتیں میرے زخموں کی مرہم ہیں
تیرے محبت آمیز کلمات میرے غم رسیدہ دل کے مفرّح ہیں۔ میں غموں میں ڈوبا
ہوا تہا تو نے مجھے بشارتیں دیں۔ میں مصیبت زدہ تہا تو نے مجھے پوچھا پیارے میرے لئے
یہ خوشی کافی ہے کہ تو میری لئے اور میں تیرے لئے ہوں۔ تیرے حملے دشمنوں کی صفوں ٹوٹینگے
اور تیرے تمام پاک وعدے پورے ہونگے اور تو اپنے بندہ کا آمرزگار ہوگا۔

پھر میں پہلی کلام کی طرف رجوع کر کے ناظرین پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جسقدر میں نے بٹالوی کی سخت زبانی لکھی ہے وہ صرف بطور نمونہ کے بیان کی گئی ہے ورنہ اس شخص کی بدزبانی کا کچھ انتہا نہیں رہا اور درحقیقت یہ ساری بدزبانی میاں نذیر حسین صاحب کی ہے کیونکہ اُستاد کے خلاف منشا شاگرد کو کبھی جرأت نہیں ہوتی میاں صاحب نے آپ ہی بدزبانی کی اور کرائی ہی اور بٹالوی کی کوئی بدگوئی میاں صاحب کو مکروہ معلوم نہوئی اور میاں صاحب کے مکان میں بیٹھ کر ایک اشتہار تکبر کا بھرا ہوا بٹالوی نے لکھا جسمیں اس عاجز کی نسبت یہ فقرہ مندرج تہا کہ یہ میرا شکار ہے کہ بدقسمتی سے پھر دہلی میں میرے قبضہ میں آگیا اور میں خوش قسمت ہوں کہ بھاگا ہوا شکار پھر مجھے مل گیا۔ ناظرین!!! انصافاً کہو کہ یہ کیسے سفلہ پن کی باتیں ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے مہذب قوم اور نقال بھی تہوڑا بہت حیا کو کام میں لاتے ہیں اور پشتوں کے سفلے بھی ایسا کمینگی اور شیخی سے بھرا ہوا تکبر اپنے حقیقت شناس کے سامنے زبان پر نہیں لاتے۔ اگر میں بٹالوی صاحب کا شکار رہوتا تو اُس کے اُستاد کو دہلی میں کیوں جا پکڑتا کیا شاگرد اُستاد سے بڑا ہے جب اُستاد ہی چڑیا کیطرح میرے پنجہ میں گرفتار ہو گیا تو پھر ناظرین سمجھ لیں کہ کیا میں بٹالوی کا شکار رہوا یا بٹالوی میرے شکار کا شکار۔ بٹالوی کی شوخیاں انتہا کو پہونچ گئی ہیں اور اُسکی کہوپری میں ایک کیڑا ہے جسکو ضرور ایک دن خدا تعالیٰ نکال دے گا افسوس کہ آجکل ہمارے مخالفوں کا جھوٹھ اور بہتان پر ہی گذارہ ہے اور فرعونی رنگ کے تکبر سے اپنی عزت بنانی چاہتے ہیں۔ فرعون اُس روز تک جو معہ اپنی لشکر کے غرق ہو گیا یہی سمجھتا رہا کہ موسیٰ اُس کا شکار ہے آخر رود نیل نے دکھا دیا کہ واقعی طور پر کون شکار تہا۔ میں نادم ہوں کہ نااہل حریف کے مقابلہ نے کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات مُنہ پر لاؤں۔ میں کچھ بھی بولنا نہیں چاہتا تہا مگر بٹالوی کے لئے بہتر ہے کہ اپنے

پالیسی بدل لیوے اور مُنہ کو لگام دیوے ورنہ ان دنوں کو رو رو کے یاد کرے گا۔
بادردکشاں ہرکہ درافتاد درافتاد و ما علینا الا البلاغ المبین ؎
گندم از گندم بروید جو ز جو ٭ از مکافات عمل غافل مشو۔
جو لوگ اُن جھوٹے اشتہارات پر خوش ہو رہے ہیں جنمیں میاں نذیر حسین کی مصنوعی فتح کا ذکر ہے میں خالصاً للہ اُنکو نصیحت کرتا ہوں کہ اس دروغ گوئی میں ناحق کا گناہ اپنے ذمہ نہ لیں میں ۲۳۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کے اشتہار میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ میاں نذیر حسین ہی بحث کرنیسے گریز کر گئے یہ کیا شرارت اور بیحیائی کا بہتان ہے کہ میری نسبت اُڑایا گیا ہے کہ گویا میں میاں نذیر حسین سے ڈر گیا نعوذ باللہ میں ہرگز اُن سے نہیں ڈرا اور کیونکر ڈرتا میں اُس بصیرت کے مقابل پر جو مجھے آسمان سے عطا کی گئی ہے ان سفلی مُلّاؤں کو سراسر بے بصر سمجھتا ہوں اور بخدا ایک مرے ہوئے کیڑے کے برابر بھی میں اُنہیں خیال نہیں کرتا کیا کوئی زندہ مردوں سے ڈرا کرتا ہے یقیناً سمجھو کہ علم دین ایک آسمانی بھید ہے اور وہی کماحقہ آسمانی بھید جانتا ہے جو آسمان سے فیض پاتا ہے جو خدا تعالیٰ تک پہونچتا ہے وہی اسکی کلام کے اسرار عمیقہ تک بھی پہونچتا ہے جو پوری روشنی میں نشست رکھتا ہے وُہی ہے جو پوری بصیرت بھی رکھتا ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ میں اُن کی گندی گالیوں سے ڈر گیا اور اُنکی نجاست سے بھری ہوئی باتوں سے میں ترساں ہوا تو شائد کسیقدر سچ بھی ہوتا کیونکہ ہمیشہ شرفا بدگفتار لوگوں سے ڈرا کرتے ہیں اور مُہذّب لوگ گندی زبان والوں سے پرہیز کر جاتے ہیں شریف از سفلہ نے ترسد بلکہ از سفلگی ادمے ترسد۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ تہا کہ میاں نذیر حسین کی پردہ دری کرے اور اُنکی آواز دل کی حقیقت لوگوں پر ظاہر کر دیوے سو بالغ نظر جانتے ہیں کہ وہ خواستہ ایزدی پُورا ہو گیا اور نذیر حسین کے تقوےٰ اور خدا پرستی اور علم اور معرفت کی ساری قلعی کھلگئی اور ترک تقویٰ کی شامت سے ایک ذلّت اُنکو پہونچ گئی

مگر ایک اور ذلت ابھی باقی ہے جو اُنکے لئے اور اُنکے ہم خیال لوگوں کے لئے مُہیا رہے جس کا ذکر ہم نیچے کرتے ہیں ٭

اے خدا اے مالکِ ارض و سما
اے پناہِ حزبِ خود در ہر بلا
اے رحیم و دستگیر و رہنما
اے کہ در دستِ تو فضل است و قضا
سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن بر خلق اے جاں آفریں

الہمہ اللہ تعالے

کِتٰبٌ سَجَّلْنٰهُ مِنْ عِنْدِنَا

یہ وہ کتاب ہے جسپر ہمنے اپنے پاس سے مہر لگا دی ہے

آسمانی فیصلہ

امر فیصل از جنابِ خود نما
تا شود قطعِ نزاع و فتنہ ہا
اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھکو سب قدرت ہے اے رب الورا
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
اک نشاں دکھلا کہ ہو حجت تمام

قبل اسکے جو میں آسمانی فیصلہ کا ذکر کروں صفائی بیان کے لئے اس قدر لکھنا ضرور ہے کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک فی الحقیقت مومن ہیں اور جنکو خدا تعالے نے خاص اپنے لئے چن لیا ہے اور اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے اور اپنے برگزیدہ گروہ میں جگہ دیدی ہے اور جن کے حق میں فرمایا ہے فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ اُن میں آثار سجود اور عبودیت کے ضرور پائے جانے چاہئیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدوں میں خطا اور تخلف نہیں سو اُن تمام علامات کا مومن میں پائے جانا جنکا قرآن کریم میں مومنوں کی تعریف میں ذکر فرمایا گیا ہے ضروریات ایمان میں سے ہے اور مومنوں اور ایسے شخص میں فیصلہ کرنے کے لئے جسکا نام اسکی قوم کے علماء نے کافر رکھا اور مفتری اور دجال اور ملحد قرار دیا یہی علامات **کامل محک** اور معیار ہیں پس اگر کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کا نام کافر رکھے اور اس سے مطمئن نہ ہو کہ وہ شخص اپنے ایماندار ہونیکا اقرار کرتا ہے اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا قایل ہے اور اسلام کے تمام عقیدوں کا ماننے والا ہے اور خدا تعالیٰ کے تمام فرایض اور حدود اور احکام کو فرایض اور حدود اور احکام سمجھتا ہے اور حتی الوسع اُنپر عمل کرتا ہے۔ تو پھر بالآخر طریق

فیصلہ یہ ہے کہ فریقین کو اُن علامات میں آزمایا جاوے جو خداوند تعالیٰ نے مومن اور کافر میں فرق ظاہر کرنیکے لئے قرآن کریم میں ظاہر فرمائی ہیں تا جو شخص حقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک مومن ہے اُسکو خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق تہمت کفر سے بری کرے اور اُس میں اور اُسکے غیر میں فرق کر کے دکھلادیوے اور روز کا قصہ کوتاہ ہو جاوے - یہ بات ہر ایک عاقل سمجھ سکتا ہے کہ اگر عاجز جیسا کہ میاں نذیر حسین اور اُسکے شاگرد بٹالوی کا خیال ہے درحقیقت کافر اور دجّال اور مفتری اور مورد لعن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے تو خدا تعالیٰ عند المقابلہ کوئی نشان ایماندارون کا اِس عاجز کی تصدیق کے لئے ظاہر نہیں کریگا کیونکہ خدا تعالیٰ کافروں اور اپنے دین کے مخالفوں کے بارہ میں جو بے ایمان اور مردود ہیں ایمانی علامات کے دکھلانیسے ہرگز اپنی تائید ظاہر نہیں کرتا اور کیونکر کرے جبکہ وہ اُسکو جانتا ہے کہ وہ دشمن دین اور نعمت ایمان سے بے بہرہ ہیں سو جیسا کہ میاں نذیر حسین صاحب اور بٹالوی نے میری نسبت کفر اور بیدینی کا فتویٰ لکھا اگر میں درحقیقت ایسا ہی کافر اور دجّال اور دشمن دین ہوں تو خدا تعالیٰ اِس مقابلہ میں ہرگز میری تائید نہیں کریگا بلکہ اپنی تائید وں سے مجھے بے بہرہ رکھکر ایسا رسوا کریگا کہ جیسا ایسے بڑے کذّاب کی سزا ہونی چاہئے اور اِس صورت میں اہل اسلام میرے شر سے بچ جائیں گے اور تمام مسلمان میرے فتنہ سے امن میں آجائیں گے لیکن اگر کرشمہ قدرت یہ پیدا ہوا کہ خود میاں نذیر حسین اور اُنکی جماعت کے لوگ بٹالوی وغیرہ تائید کے نشانوں میں مخذول و مہجور رہے اور تائید الٰہی میرے شامل حال ہو گئی تو اِس صورت میں بھی لوگوں پر حق کھل جائیگا اور روز کے جھگڑوں کا خاتمہ ہو جائیگا -

اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار عظیم الشان آسمانی تائیدوں کا کامل متقیوں اور کامل مومنوں کیلئے وعدہ دیا ہے اور وہی کامل مومن کی شناخت کے لئے کامل علامتیں ہیں اور وہ یہ ہیں ✗ اوّل یہ کہ مومن کامل کو خدا تعالیٰ سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں یعنے پیش از وقوع خوشخبریاں جو اُسکی مرادات یا اُس کے دوستوں کے مطلوبات ہیں اُس کو بتلائی جاتی ہیں دوئم یہ کہ مومن کامل پر ایسے امور غیبیہ کھلتے ہیں جو نہ صرف اُسکی

ذات یا اُس کے واسطے داروں سے متعلق ہوں بلکہ جو کچھہ دُنیا میں قضا و قدر نازل ہونیوالی
ہے یا بعض دُنیا کے افراد مشہورہ پر کچھہ تغیرات آنیوالے ہیں اُن سے برگزیدہ مومن کو اکثر اوقات
خبر دیجاتی ہے سیوم یہ کہ مومن کامل کی اکثر دعائیں قبول کیجاتی ہیں اور اکثر اُن دُعاؤں
کی قبولیت کی پیش از وقت اطلاع بھی دیجاتی ہے چہارم یہ کہ مومن کامل پر قرآن کریم
کے دقایق و معارف جدیدہ و لطایف و خواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔ ان
چاروں علامتوں میں مومن کامل نسبتی طور پر دوسروں پر غالب رہتا ہے اور اگرچہ دائمی
طور پر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہمیشہ مومن کامل کو منجانب اللہ بشارتیں ہی ملتی رہیں یا
ہمیشہ بلاتخلف ہر ایک دعا اُسکی منظور ہی ہوجایا کرے اور نہ یہ کہ ہمیشہ ہر ایک حادثہ زمانہ سے
اُسکو اطلاع دیجائے اور نہ یہ کہ ہر وقت معارف قرآنی اُس پر کھلتے رہیں لیکن غیر کے مقابلہ کے وقت
ان چاروں علامتوں میں کثرت مومن ہی کیطرف رہتی ہے اگرچہ ممکن ہے کہ غیر کو بھی مثلاً جو
مومن ناقص ہے شاذ و نادر کے طور پر ان نعمتوں سے کچھہ حصہ دیا جائے مگر اصلی وارث
ان نعمتوں کا مومن کامل ہی ہوتا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ مرتبہ کاملہ مومن کا بغیر مقابلہ کے ہر ایک
بلید و غبی اور کوتاہ نظر پر کھل نہیں سکتا۔ لہذا نہایت صاف اور سہل طریق حقیقی اور کامل
مومن کی شناخت کے لئے مقابلہ ہی ہے کیونکہ اگرچہ یہ تمام علامات بطور خود بھی مومن
کامل سے صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن یکطرفہ طور پر بعض دقتیں بھی ہیں مثلاً بسا اوقات
مومن کامل کی خدمت میں دُعا کرانیکے لئے ایسے لوگ بھی آجاتے ہیں جنکی تقدیر میں
قطعاً کامیابی نہیں ہوتی اور قلم ازل مبرم طور پر ان کیلئے چلی ہوئی ہوتی ہے سو وہ لوگ
اپنی ناکامی کیوجہ سے مومن کامل کے اس علامت قبولیت کو شناخت نہیں کرسکتے بلکہ
اور بھی شک میں پڑجاتے ہیں اور اپنے محروم رہنے کی وجہ سے مومن کامل کے کمالات
قبولیت پر مطلع نہیں ہوسکتے اور اگرچہ مومن کامل کا خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑا درجہ اور
مرتبہ ہوتا ہے اور اُس کی خاطر سے اور اُسکی تضرع اور دُعا سے بڑے بڑے پیچیدہ کام

درست کئے جاتے ہیں اور بعض ایسی تقدیریں جو تقدیر مُبرم کے مشابہ ہوں بدلائی بھی جاتی ہیں مگر جو تقدیر
حقیقی اور واقعی طور پر مُبرم ہے وہ مومن کامل کی دُعاؤں سے ہرگز بدلائی نہیں جاتی۔ اگرچہ
وہ مومن کامل نبی یا رسول کا ہی درجہ رکھتا ہو۔ غرض نسبتی طور پر مومن کامل اِن چاروں
علامتوں میں اپنے غیر سے بہ بداہت ممیّز ہوتا ہے اگرچہ دائمی طور پر قادر اور کامیاب نہیں ہو سکتا۔
پس جبکہ یہ امر ثابت ہو چکا کہ نسبتی طور پر حقیقی اور کامل مومن کو کثرت بشارات اور کثرت استجابت دُعا
اور کثرت انکشاف مغیبات اور کثرت انکشاف معارف قرآنی سے وافر حصہ ہے تو مومن کامل اور
اُس کے غیر کے آزمانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریق نہ ہوگا کہ بذریعہ مقابلہ ان دونوں کو جانچا
اور پرکھا جاوے یعنی اگر یہ امر لوگوں کی نظر میں مُشتبہ ہو کہ دو شخصوں میں کون عند اللہ مومن کامل
اور کون اس درجہ سے گرا ہوا ہے تو انہیں چاروں علامتوں کے ساتھ مقابلہ ہونا چاہیئے
یعنی ان چاروں علامتوں کو محک اور معیار ٹھہرا کر مقابلہ کیوقت دیکھا جاوے کہ اِس معیار اور
ترازو کی رو سے کون شخص پورا اُترا ہے اور کسکی حالتیں کمی اور نقصان ہے۔
اب خلق اللہ گواہ رہے کہ میں خالصاً للہ اور اظہاراً للحق اس مقابلہ کو بدل و جان
منظور کرتا ہوں اور مقابلہ کے لئے جو صاحب میرے سامنے آنا چاہیں اُنہیں سے سب سے اول نمبر
میاں نذیر حسین دہلوی کا ہے جنہوں نے پچاس سال سے زیادہ قرآن اور حدیث پڑھ کر پھر اپنے
علم اور عمل کا یہ نمونہ دکھایا کہ بلا تفتیش و تحقیق اس عاجز کے کفر پر فتویٰ لکھدیا اور ہزارہا
وحشی طبع لوگوں کو بدظن کر کے اُن سے گندی گالیاں دلائیں اور بٹالوی کو ایک مجنون
درندہ کیطرح تکفیر اور لعنت کی جھاگ مُنہ سے نکالنے کیلئے چھوڑ دیا اور آپ مومن کامل اور شیخ الکل
اور شیخ العرب والعجم بن بیٹھے لہذا مقابلہ کے لئے سب سے اول اُنہیں کو دعوت
کیجاتی ہے ہاں اُنکو اختیار ہے کہ وہ اپنے ساتھ بٹالوی کو بھی کہ اب تو خواب بینی کا بھی دعویٰ رکھتا ہے
ملا لیں بلکہ اُنکو میری طرف سے اختیار ہے کہ وہ مولوی عبد الجبار صاحب خلف عبد صالح مولوی عبد اللہ
صاحب مرحوم اور نیز مولوی عبد الرحمٰن لکھوکے کو جو میری نسبت ابدی گمراہ ہونیکا اشتہار شہرت کر چکے ہیں

اور کفر کا فتویٰ دیچکی ہیں اور نیز مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی کو جو اُنکے متبعین میں سے ہیں اس مقابلہ میں اپنے ساتھہ ملا لیں اور اگر میاں صاحب موصوف اپنی عادت کے موافق گریز کر جائیں تو یہی حضرات مذکورہ بالا میرے سامنے آویں اور اگر یہ سب گریز اختیار کریں تو پھر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اس کام کے لئے ہمت کریں کیونکہ مقلدوں کی پارٹی کے تو وہی رکن اول ہیں اور اُنکے ساتھہ ہر ایک ایسا شخص بھی شامل ہو سکتا ہے کہ جو نامی اور مشاہیر صوفیوں اور پیرزادوں اور سجادہ نشینوں میں سے ہو اور انہیں حضرات علماء کیطرح اس عاجز کو کافر اور کذاب اور مفتری اور مکار سمجھتا ہو اور اگر یہ سب مقابلہ سے منہ پھیر لیں اور کچے عذروں اور نامعقول بہانوں سے میری اس دعوت کے قبول کرنے سے منحرف ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی حجت اُنپر تمام ہے میں مامور ہوں اور فتح کی مجھے بشارت دیگئی ہے لہذا میں حضرات مذکورہ بالا کو مقابلہ کیلئے بلاتا ہوں کوئی ہے جو میرے سامنے آوے؟ اور مقابلہ کے لئے احسن انتظام یہ ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے اس امتحان کے غرض سے ایک انجمن مقرر کیجائے اگر فریق مخالف اس تجویز کو پسند کریں تو انجمن کے ممبر بتراضی فریقین مقرر کئے جائینگے اور اختلاف کے وقت کثرت رائے کا لحاظ رہیگا اور مناسب ہوگا کہ چاروں علامتوں کی پورے طور پر آزمایش کے لئے فریقین ایک سال تک انجمن میں بقید تاریخ اپنی تحریرات بھیجتے رہیں اور انجمن کیطرف سے بقید تاریخ و بتفصیل مضمون تحریرات موصول شدہ کی رسیدیں فریقین کو بھیجی جائیں گی **علامت اول** یعنی بشارتوں کی آزمائش کا طریق یہ ہوگا کہ فریقین پر جو کچھہ منجانب اللہ بطریق الہام وکشف وغیرہ ظاہر ہو وہ امر بقید تاریخ و بہ ثبت شہادت چار کس از مسلمانان پیش از وقوع انجمن کی خدمتمیں پہونچا دیا جاوے اور انجمن اپنے رجسٹر میں بقید تاریخ اُسکو درج کریں اور اُسپر تمام ارکان انجمن یا کم سے کم پانچ ممبروں کے دستخط ہو کر پھر ایک رسید اسکی فرستندہ کو حسب تصریح مذکور بھیجی جاوے اور اُس بشارت کے صدق یا کذب کا انتظار کیا جائے اور کسی نتیجہ کے ظہور کیوقت اسکی یادداشت معہ اُسکے ثبوت کے رجسٹر میں لکھی جاوے اور

بدستور ممبروں کی گواہیاں اُسپر ثبت ہوں - اور دوسری **علامت** کی نسبت بھی جو حوادث و نوازل دُنیا کے متعلق ہے یہی انتظام مرعی رہیگا اور یاد رہے کہ انجمن کے پاس یہ سب اسرار بطور امانت محفوظ رہینگے اور انجمن اس بات کا خلفاً اقرار کرلے گی کہ اس وقت سے پہلے کہ فریقین کے موازنہ کے لئے اُن امور کا جلسۂ عام میں افشا ہو ہرگز کوئی امر کسی اجنبی کے کانوں تک نہیں پہونچایا جائیگا بجز اس صورت کے کہ کسی امر کا فاش ہونا انجمن کے حد اختیار سے باہر ہو اور **علامت سوم** یعنی قبولیت دُعا کی آزمایش کا طریق یہ ہوگا کہ وہی انجمن مختلف قسم کے مصیبت رسیدوں کے بہم پہونچانے کے لئے جسمیں ہر ایک مذہب کا آدمی شامل ہوسکتا ہے ایک عام اشتہار دیدیگی اور ہر ایک مذہب کا آدمی خواہ وہ مسلمان ہو خواہ عیسائی یا ہندو ہو یا یہودی ہو غرض کسی مذہب یا کسی رائے کا پابند ہو اگر وہ کسی عظیم الشان مصیبت میں مبتلا ہو اور اپنے نفس کو مصیبت زدوں کے گروہ میں پیش کرے تو بلا تمیز و تفرقہ قبول کیا جائیگا کیونکہ خدا تعالی نے جسمانی دنیوی فواید کی پہونچانے میں اپنے مختلف المذہب بندوں میں کوئی تمیز اور تفرقہ قایم نہیں رکھا اور مصیبت زدوں کی فراہمی کے لئے ایک ماہ تک یا جیسے انجمن مناسب سمجھے یہ انتظام رہے گا کہ اُنکے نام کے پرچے معہ ولدیت و سکونت وغیرہ کے ایک صندوق میں جمع ہوتے رہیں بعد اس کے اُنکی اسم وار دو فردیں برعایت اعتدال اور بقید ولدیت و قومیت و سکونت و مذہب و پیشہ و بتصریح بلا رپیش آمدہ مرتب کر کے فریقین کے سامنے معہ اُن مصیبت رسیدوں کے پیش کریگی اور فریقین اُن مصیبت رسیدوں کا ملاحظہ کر کے ان دونوں فردوں کو بذریعہ قرعہ اندازی کے باہم تقسیم کرلیں گے اور اگر کوئی مصیبت زدہ کسی دور دراز ملک میں ہو اور بوجہ بُعد مسافت و عدم مقدرت حاضر نہو سکے تو ایک شاخ انجمن اُس شہر میں مقرر ہو کر جہاں وہ مصیبت زدہ رہتا ہے اُس کے پرچہ مصیبت کو صدر انجمن میں پہونچاوینگے اور بعد قرعہ اندازی کے ہر ایک فریق کے حصہ میں جو فرد آئیگی اُس فرد میں جو مصیبت رسیدہ مندرج ہونگے وہ اُسی فریق کے حصہ کے سمجھے جائیں گے جسکو خدا تعالی نے قرعہ اندازی کے ذریعہ سے یہ فرد دیدی اور واجب ہوگا کہ انجمن مصیبت رسیدوں کی فراہمی کیلئے

اور اُنکی تاریخ مقررہ پر حاضر ہو جانیکی غرض سے چند ہفتے پہلے اشتہارات شائع کر دیگی اُن اشتہارات
کا تمام خرچ خاص میرے ذمہ ہوگا٭ اور وہ دو فردیں مصیبت رسیدوں کی جو تیار ہونگی ایک ایک
نقل اُنکی انجمن بھی اپنے دفتر میں رکھیگی اور یہی دن سال مقررہ میں سے پہلا دن شمار کیا جائیگا ہر ایک
فریق اپنے حصہ کے مصیبت رسیدوں کے لئے دعا کرتا رہیگا اور بدستور مذکورہ وہ تمام کارروائی انجمن
کی رجسٹر میں درج ہوتی رہیگی - اور اگر ایک سال کے عرصہ میں اور اُسوقت سے پہلے جو کثرت قبولیت
اور غلبہ صریحہ کا اندازہ پیدا ہو کوئی فریق وفات پا جائے اور اپنے مقابلہ کے تمام امر کو ناتمام چھوڑ جائے
تب بھی وہ مغلوب سمجھا جائیگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص ارادہ سے اُسکی کام کو ناتمام رکھا
تا اُسکا باطل پر ہونا ظاہر کرے - اور مصیبت رسیدوں کا اندازہ کثیرہ اس لئے شرط ٹھہرایا گیا ہے
کہ قبولیت دعا کا امتحان صرف باعتبار کثرت ہو سکتا ہے ورنہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ
ممکن ہے کہ اگر دعا کرنیوالے صرف چند آدمی ہوں مثلاً دو یا تین شخص ہوں تو وہ اپنی ناکامی
میں تقدیر مبرم رکھتے ہوں یعنے ارادہ ازلی میں قطعی طور پر یہی مقدر ہو کہ یہ ہرگز اپنی بلاؤں سے
مخلصی نہیں پائیں گے اور اکثر ایسا اتفاق اکابر اولیا اور انبیاء کو پیش آتا رہا ہے کہ ان کی
دعاؤں کے اثر سے بعض آدمی محروم رہے اسکی یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ اپنی ناکامی میں تقدیر
مبرم رکھتے تھے لہذا ایک یا دو بلا رسیدوں کو معیار آزمائش ٹھہرانا ایک دھوکہ دینے والا طریق ہے
اور ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ناکامی میں تقدیر مبرم رکھتے ہوں پس اگر وہ دعا کے لئے کسی مقبول
کیطرف رجوع کریں اور اپنی تقدیر مبرم کیوجہ سے ناکام رہیں تو اس صورت میں اُس بزرگ کی
قبولیت اُنپر مخفی رہیگی بلکہ شاید وہ اپنے خیال کو بدظنی کی طرف کھینچکر اُس خدا رسیدہ سے بداعتقاد
ہو جائیں اور اپنی دنیا کی ساتھ اپنی عاقبت بھی خراب کر لیں کیونکہ اس طرز آزمائش میں بعض
لوگوں نے نبیوں کے وقت میں بھی ٹھوکریں کھائی ہیں اور مرتد ہونے تک نوبت پہونچی ہے اور یہ بات
ایک معرفت کا دقیقہ ہے کہ مقبولوں کی قبولیت کثرت استجابت دعا سے شناخت کیجاتی ہے
یعنی انکی اکثر دعائیں قبول ہو جاتی ہیں نہ یہ کہ سب کی سب قبول ہوتی ہیں پس جبتک کہ رجوع

٭ نوٹ: جلسہ علیم میں اس تحریر کے پڑھی جانے پر اخویم مولوی غلام قادر صاحب فصیح مالک و مہتمم اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ نے بذریعہ تحریر ظاہر کیا کہ ان اشتہارات کی طبع اور شائع ہونیکا خرچ میرے ذمہ رہیگا فجزاہم اللہ خیرا۔ منہ

کرنیوالوں کی تعداد کثرت کی مقدار تک پہونچ تب تک قبولیّت کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ اور کثرت کی پوری حقیقت اور عظمت اُس وقت بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ جبکہ مومن کامل مستجاب الدعوات کا اُس کے غیر سے مقابلہ کیا جاوے ورنہ ممکن ہے کہ ایک بدباطن نکتہ چین کی نظر میں وہ کثرت ہی قلت کی صورت میں نظر آوے سو درحقیقت کثرت استجابت دُعا ایک نسبتی امر ہے جسکی صحیح اور یقینی اور قطعی تشخیص جو منکر کے مُنہ کو بند کرنے والی ہو مقابلہ سے ہی ظاہر ہوتی ہے مثلاً اگر ہزار ہزار مصیبت رسیدہ دو ایسی شخصوں کے حصہ میں آجایں جنکو مومن کامل اور مستجاب الدعوات ہونیکا دعویٰ ہے اور ایک شخص کی قبولیت دُعا کا یہ اثر ہو کہ ہزار میں سے پچاس یا پچیس ایسے باقی رہیں جو ناکام ہوں اور باقی سب کامیاب ہو جائیں اور دوسرے گروہ میں سے شاید پچیس یا پچاس ناکامی سے بچیں اور باقی سب نامرادی کے تحت الثریٰ میں جائیں تو مقبول اور مردود میں صریح فرق ہو جائیگا۔ اس زمانہ کا فرقہ نیچریہ ان اوہام اور وساوس میں مبتلا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ ابتدا سے قدرت نے شُدنی اور ناشُدنی امور میں تقسیم کر رکھی ہے اس لئے استجابت دُعا کچھہ چیز ہی نہیں مگر یہ اوہام سراسر خام ہیں اور حق بات یہی ہے کہ جیسے حکیم مطلق نے دواؤں میں باوجود انضباط قوانین قُدرتیہ کے تاثیرات رکھی ہیں ایسا ہی دعاؤں میں بھی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ تجارب صحیحہ سے ثابت ہوتی ہیں اور جس مبارک ذات علّت العلل نے استجابت دُعا کو قدیم سے اپنی سُنّت ٹھہرایا ہے اُسی ذات قدّوس کی یہ بھی سُنّت ہے کہ جو مصیبت رسیدہ لوگ ازل میں قابل رہائی ٹھہر چکے ہیں وہ اُنہیں لوگوں کے انفاس پاک یا دعا اور توجہ اور یا انکے وجود فی الارض کی برکت سے رہائی پاتے ہیں جو قرب اور قبولیت الٰہی کی شرف سے مُشرف ہیں اگرچہ دُنیا میں بہت سے لوگ بُت پرست بھی ہیں جو مومن کامل کیطرف اپنے مصایب کے وقت رجوع ہی نہیں کرتے اور ایسے بھی ہیں جو استجابت دُعا کے قایل ہی نہیں اور بکلّی تدابیر اور اسباب کے مقیّد ہیں اور انکی سوانح زندگی پر نظر ڈالنے سے شاید ایک سطحی خیال کا آدمی اس دہوکہ میں پڑیگا کہ اُنکی مشکلات بھی تو حلّ ہوتی ہیں پھر یہ بات کہ مقبولونکی ہی

دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں کیونکہ صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے اس وہم کا جواب جو قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ اگرچہ کوئی شخص اپنی مرادات کے لیے بُت کیطرف رجوع کرے یا اور دیوتاؤں کی طرف یا اپنی تدابیر کی طرف لیکن درحقیقت خدا یتعالیٰ کا پاک قانون قدرت یہی ہے کہ یہ تمام امور مقبولوں کی ہی اثر وجود سے ہوتے ہیں اور اُنکے انفاس پاک سے اور اُنکی برکات سے یہ جہان آباد ہو رہا ہے اُنہیں کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں اور انہیں کی برکت سے دُنیا میں امن رہتا ہے اور وبائیں دور ہوتی ہیں اور فساد مٹائے جاتے ہیں اور اُنہیں کے برکت سے دُنیادار لوگ اپنی تدابیر میں کامیاب ہوتے ہیں اور اُنہیں کی برکت سے چاند نکلتا اور سورج چمکتا ہے وہ دُنیا کے نور ہیں جبتک وہ اپنے وجود نوعی کے لحاظ سے دُنیا میں ہیں دُنیا منوّر ہے اور اُنکے وجود نوعی کے خاتمہ کی ساتھہ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ **حقیقی آفتاب و ماہتاب دُنیا کے وہی ہیں**۔ اس تقریر سے ظاہر ہے کہ بنی آدم کی مرادات بلکہ زندگی کا مدار وہی لوگ ہیں اور بنی آدم کیا ہر ایک مخلوق کے ثبات اور قیام کا مدار اور مناط وُہی ہیں اگر وہ نہوں تو پھر دیکھو کہ بتوں سے کیا حاصل ہے اور تدبیروں سے کیا فایدہ ہے یہ ایک نہایت باریک بھید ہے جس کے سمجھنے کے لیے صرف اس دنیا کی **عقل** کافی نہیں بلکہ **وہ نور** درکار ہے جو عارفوں کو ملتا ہے درحقیقت یہ سارے شبہات مقابلہ سے دور ہو جاتے ہیں کیونکہ مقابلہ کے وقت خدا یتعالےٰ خاص ارادہ فرماتا ہے کہ تا وہ جو خدا یتعالیٰ کیطرف سے سچّی قبولیّت اور سچّی برکت رکھتا ہے اُسی کی عزت ظاہر ہو اگر بُت پرست موحّد کے مقابل پر آوے اور استجابت دُعا میں ایک دوسرے کی آزمایش کریں تو بُت پرست سخت ذلیل اور رسوا ہو اسی وجہ سے مینے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ کامل مومن کی آزمایش کے لئے جیسا سہل طریق مقابلہ ہے ایسا اور کوئی طریق نہیں جس بارے میں کامل مومن کی دعا منظور نہ ہو اور اعلام الٰہی سے اُسکو نامنظوری کی اطلاع دی جائے پھر اگر اُس کام کے لئے یورپ اور امریکہ کی تمام تدبیریں ختم کیجائیں یا دُنیا کے تمام بتوں کے آگے سر رگڑا جائے یا اگر تمام دنیا اپنی اپنی دُعاوں میں اس امر میں کامیابی چاہے تو یہ ناممکن ہوگا۔

اور اگرچہ مومن کامل کا فیض تمام دنیا میں جاری و ساری ہوتا ہے اور اسی کی برکت سے دنیا کی کل چلتی ہے اور وہ درپردہ ہر یک کیلئے حصول مرادات کا ذریعہ ہوتا ہے خواہ کوئی اسکو شناخت کرے یا نہ کرے لیکن جو لوگ خاص طور پر ارادت اور عقیدت کے ساتھ اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ نہ صرف اسکی برکت سے دنیا کی مرادات پاتے ہیں بلکہ اپنا دین بھی درست کر لیتے ہیں اور اپنے ایمانوں کو قوی کر لیتے ہیں اور اپنے رب کو پہچان لیتے ہیں اور اگر وہ وفاداری سے مومن کامل کے زیر سایہ پڑے رہیں اور درمیان سے بھاگ نہ جائیں تو بکثرت آسمانی نشانوں کو دیکھہ لیتے ہیں۔

اور میننے جو اس مضمون میں مختلف اقسام کی مصیبت رسیدوں کا ہونا بطور شرط لکھدیا ہے یہ اس لئے لکھا ہے کہ تا عام طور پر انواع اقسام کی صورتوں میں خداتعالیٰ کی رحمت ظاہر ہو اور ہر یک طبیعت اور مذاق کا آدمی اسکو سمجھہ سکے اور مختلف اقسام کی مصیبت رسیدہ مندرجہ ذیل مثالوں سے سمجھہ سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی انواع اقسام کے امراض میں مبتلا ہو اور کوئی کسی ناحق کی سزا میں پہنس گیا ہو یا پہنسنے والا ہو اور کسی کا ولد عزیز مفقود الخبر ہو اور کوئی خود لاولد ہو۔ اور کوئی جاہ و مرتبہ کے بعد لایق رحم ذلت میں پڑا ہو اور کوئی کسی ظالم کے پنجہ میں گرفتار ہو۔ اور کوئی فوق الطاقت اور غیر معمولی قرضہ کی بلا سے جان بلب ہو اور کسی کا جگر گوشہ دین اسلام سے مرتد ہو گیا ہو اور کوئی کسی ایسے غم و قلق میں گرفتار ہو جسکو ہم اس وقت بیان نہیں کر سکے۔ اور **علامت چہارم** یعنے معارف قرآنی کا کہلنا اس میں حسن انتظام یہ ہے کہ ہر یک فریق چند آیات قرآنی کے معارف و حقایق و لطایف لکھہ کر انجمن میں عین جلسہ عام میں سنادی پہر اگر جو کچھہ کسی فریق نے لکھا ہے کسی پہلی تفسیر کی کتاب میں ثابت ہو جائے تو یہ شخص محض ناقل متصور ہو کر مورد عتاب ہو لیکن اگر اس کے بیان کردہ حقایق و معارف جو فی حد ذاتہا صحیح اور غیر مخدوش بھی ہوں ایسی جدید اور نو وارد ہوں جو پہلے مفسرین کے ذہن انکی طرف سبقت نہ لے گئے ہوں اور باایں ہمہ وہ معنے من کل الوجوہ تکلف سے پاک اور قرآن کریم

کے اعجاز اور کمال عظمت اور شان کو ظاہر کرتے ہوں اور اپنے اندر ایک جلالت اور ہیبت اور سچائی کا نور رکھتے ہوں تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں جو خداوند تعالیٰ نے اپنے مقبول کی عزت اور قبولیت اور قابلیت ظاہر کرنے کے لئے اپنے لدنی علم سے عطا فرمائی ہیں یہ ہر چہار محک امتحان جو میں نے لکھی ہیں یہ ایسی سیدھی اور صاف ہیں کہ جو شخص غور کے ساتھ انکو زیر نظر لائیگا وہ بلاشبہ اس بات کو قبول کر لیگا کہ متخاصمین کے فیصلہ کے لئے اس سے صاف اور سہل تر اور کوئی روحانی طریق نہیں اور میں اقرار کرتا ہوں اور اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو گیا تو اپنے ناحق پر ہونے کا خود اقرار شائع کر دونگا اور پھر میاں نذیر حسین صاحب اور شیخ بٹالوی کی تکفیر اور مفتری کہنے کی حاجت نہیں رہیگی اور اس صورت میں ہر ایک ذلت اور توہین اور تحقیر کا مستوجب و سزاوار ٹھہرونگا اور اسی جلسے میں اقرار بھی کر دونگا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں اور میرے تمام دعاوی باطل ہیں اور بخدا میں یقین رکھتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ میرا خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا اور کبھی مجھے ضائع ہونے نہیں دیگا۔ اب علماء مذکورہ بالا کا اس صاف اور صریح امتحان سے انحراف کرنا [اگر وہ انحراف کریں] نہ صرف بے انصافی ہوگی بلکہ میری خیال میں وہ اسوقت چپ رہنے سے یا صرف مغشوش اور غیر صحیح جوابوں پر کفایت کرنے سے دانشمند لوگوں کو اپنی پر سخت بدگمان کر لیں گے اگر وہ اسوقت ایسی شخص کے مقابل پر جو سچے دل سے مقابلہ کے لئے میدان میں کھڑا ہے محض حیلہ سازی سے بھرا ہوا کوئی ملمع جواب دینگے تو یاد رکھیں کہ کوئی طالب حق اور حق پسند ایسے جواب کو پسند نہیں کریگا بلکہ منصف لوگ اسکو تاسف کی نگاہ سے دیکھینگے۔ ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ جو شخص مسیح موعود ہونیکا مدعی ہو وہ کیوں خود یکطرفہ طور پر ایسے نشان نہیں دکھلاتا جن سے لوگ مطمئن ہو جائیں اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تمام لوگ علماء کے تابع ہیں اور علماء نے اپنے اشتہارات کے ذریعہ سے عوام میں یہ بات پھیلا دی ہے کہ یہ شخص کافر اور دجال ہے اگر کوئی

نشان دکہاوی تو بہی قبول کے لائق نہیں چنانچہ شیخ بٹالوی نے اپنے ایک ملبے اشتہار میں جسکو اس نے
لودہیانہ کی بحث کے بعد چہاپا ہی یہی باتیں صاف صاف لکہدی ہیں اور بڑی انکار اور عناد کی
راہ سے اس عاجز کی نسبت بیان کیا ہی کہ یہ شخص جو آسمانی نشانوں کی طرف دعوت کرتا ہی
اسکی اس دعوت کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ نشان تو ابن صیاد سے بہی
ظاہر ہوتے تہے اور دجال معہود بہی دکہائیگا پہر نشانوں کا کیا اعتبار ہی ماسوا اسکے میں یہ بہی
سنتا ہوں اور اپنے مخالفوں کے اشتہارات میں پڑہتا ہوں کہ وہ میرے یکطرفہ نشانوں کو تحقیر کی
نظر سے دیکہتے ہیں اور محض شرارت کی راہ سے کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص کوئی سچی خواب بتلاتا ہی یا کوئی
الہامی پیشگوئی ظاہر کرتا ہی تو ان امور میں اسکی خصوصیت کیا ہی کافروں کو بہی سچی خوابیں
آجاتی ہیں بلکہ کبہی اُنکی دُعائیں بہی قبول ہو جاتی ہیں کبہی اُنکو پیش از وقت کوئی بات
بہی معلوم ہو جاتی ہی بعض قسمیں کہا کرتے ہیں کہ یہ بات تو ہمیں بہی حاصل ہی اور نہیں جانتے
کہ فقط ایک درم سے گدا تونگر نہیں کہلاسکتا اور ایک ذرہ سی روشنی سے کرمک شب
تاب کو سورج نہیں کہہ سکتے لیکن بغیر مقابلہ کے یہ لوگ کسی طرح سمجہہ نہیں سکتے مقابلہ کیوقت
انہیں اختیار رہے کہ اگر آپ عاجز آجائیں تو دس بیس کافر بہی اپنے ساتہہ شریک کرلیں غرض
جبکہ مولویوں نے یکطرفہ نشانوں کو منظور ہی نہیں کیا اور مجہے کافر ہی ٹہہراتے ہیں اور میرے
نشانوں کو استدراج میں داخل کرتے یا تحقیر کی نظر سے دیکہتے ہیں تو پہر یکطرفہ نشانوں
سے کیا اثر مترتب ہوگا اور عوام جنکے دل اور کان ایسی باتوں سے پُر کئے گئے ہیں ایسے
نشانوں سے کیونکر مطمئن ہونگے لیکن ایمانی نشانوں کے دکہلانیکا باہم مقابلہ ایک
ایسا صاف اور روشن امر ہے کہ اُسمیں ان عُلماء کا کوئی عذر بہی پیش نہیں جا سکتا
اور نیز جس قدر مقابلہ کیوقت کہلے کہلے طور پر حق ظاہر ہو جاتا ہی ایسی کوئی اور صورت
حق کے ظاہر ہونے کی نہیں اگر یہ لوگ اس مقابلہ سے عاجز ہوں تو پہر اُنپر واجب ہے
کہ اپنی طرف سے ایک اشتہار بہ ثبت مواہیر بالاتفاق شائع کردیں کہ ہم مقابلہ نہیں کرسکتے

اور مومنین کاملین کے علامات ہم میں پائے نہیں جاتے اور نیز لکھدیں کہ ہم یہ بھی
اقرار کرتے ہیں کہ اس شخص یعنے اس عاجز کے نشانوں کو دیکھ کر بلا عذر قبول کر لینگے
اور عوام کو قبول کرنیکے لئے فہمائش بھی کر دیں گے اور نیز دعوی کو بھی تسلیم کر لینگے اور
تکفیر کے شیطانی منصوبوں سے باز آجائیں گے اور اس عاجز کو مومن کامل سمجھ لینگے تو اس
صورت میں یہ عاجز عہد کرتا ہے کہ اللہ جلشانہ کے فضل و کرم سے یکطرفہ نشان کا ثبوت
انکو دیگا اور امید رکھتا ہے کہ خداوند قوی و قدیر انکو اپنے نشان دکھلائیگا اور اپنے بندہ کا حامی
اور ناصر ہوگا اور صدقاً و حقاً اپنے وعدوں کو پورا کریگا لیکن اگر وہ لوگ ایسی تحریر شائع نہ کریں
تو بہر حال مقابلہ ہی بہتر ہے تا انکا یہ خیال اور یہ غرور کہ ہم مومن کامل و شیخ الکل اور مقتدائے
زمانہ ہیں اور نیز ملہم اور مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہیں مگر یہ شخص کافر اور دجال اور کتے سے بدتر ہے
اچھی طرح انفصال پا جائے اور اس مقابلہ میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ جو فیصلہ ہماری طرف سے یکطرفہ
طور پر ایک مدت دراز کو چاہتا ہے وہ مقابلہ کی صورت میں صرف تھوڑے ہی دنوں میں انجام پذیر
ہو جائیگا سو یہ مقابلہ اس امر متنازعہ کے فیصلہ کرنیکے لئے کہ درحقیقت مومن کون ہے اور کافر کی
سیرت کون اپنے اندر رکھتا ہے نہایت آسان طریق اور نزدیک کی راہ ہے اس سے جلد نزاع کا
خاتمہ ہو جائیگا گویا صدہا کوس کا فاصلہ ایک قدم پہ آجائیگا اور خدا تعالیٰ کی غیرت جلد تر دکھلادیگی
کہ اصل حقیقت کیا ہے اور اس مقابلہ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس میں فریقین کو نکتہ چینی کی گنجایش
نہیں رہتی اور نہ ناحق کے عذروں اور بہانوں کی کچھ پیش جاتی ہے لیکن یکطرفہ نشانوں میں
بد اندیش کی نکتہ چینی عوام کالانعام کو دھوکہ میں ڈالتی ہے یہ بھی جاننے والے جانتے ہیں
کہ یکطرفہ نشان بہت سے اب تک اس عاجز سے ظہور میں آچکے ہیں جنکے دیکھنے والے زندہ موجود
ہیں مگر کیا علما باوجود ثبوت پیش کرنیکے انکو قبول کر لیں گے ہرگز نہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے
کہ یہ تمام کلمات اور یہ طریق جو اختیار کیا گیا ہے یہ محض ان منکروں کا جلدی فیصلہ
کرنے کے ارادہ سے اور نیز اسکات و افحام کے خیال اور اتمام حجت کی غرض سے اور سچائی کا

کامل جلوہ دکھانیکی نیت سے اور اُس پیغام کے پہونچانیکے لئے ہے جو اس عاجز کو منجانب اللہ دیا گیا ہی ورنہ نشانوں کا ظاہر ہونا انکے مقابلہ پر موقوف نہیں نشانوں کا سلسلہ تو ابتدا سے جاری اور ہر ایک صحبت میں رہنے والا بشرطیکہ صدق اور استقامت سے رہے کچھ نہ کچھ دیکھ سکتا ہے اور آیندہ بھی خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو بے نشان نہیں چھوڑیگا اور نہ اپنی تائید سے دستکش ہوگا بلکہ جیسا کہ اس کے پاک وعدے ہیں وہ ضرور اپنے وقتوں پر نشان تازہ بتازہ دکھاتا رہیگا جبتک کہ وہ اپنی حجت کو پوری کرے اور خبیث اور طیب میں فرق کرکے دکھلاوے اُس نے آپ ہی **مکالمہ** میں اس عاجز کی نسبت فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُس کو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا اور میں کبھی امید نہیں کرسکتا کہ وہ حملے بغیر ہونیکے رہیں گو اُنکا ظہور میرے اختیار میں نہیں۔ میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں سچا ہوں پیارو! یقیناً سمجھو کہ جبتک آسمان کا خدا کسی کے ساتھ نہ ہو ایسی شجاعت کبھی نہیں دکھا تا کہ ایک دنیا کے مقابل پر استقامت کے ساتھ کھڑا ہو جاوے اور اُن باتوں کا دعویٰ کرے جو اُس کے اختیار سے باہر ہیں۔ جو شخص قوت اور استقامت کے ساتھ ایک دنیا کے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے کیا وہ آپ سے کھڑا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ اس ذات قدیر کی پناہ سے اور ایک غیبی ہاتھ کے سہارے سے کھڑا ہوتا ہے جس کے قبضہ قدرت میں تمام زمین و آسمان اور ہر ایک روح اور جسم ہے سو آنکھیں کھولو اور سمجھ لو اُس خدا نے مجھ عاجز کو یہ قوت اور استقامت دی ہے جسکے مکالمہ سے مجھے عزت حاصل ہے اُسی طرف سے اور اُسی کے کھلے کھلے ارشاد سے مجھے یہ جرأت ہوئی کہ میں اُن لوگوں کے مقابل پر بڑی دلیری اور دلی استقامت سے کھڑا ہو گیا جنکا یہ دعویٰ ہے کہ ہم مقتدا اور شیخ العرب والعجم اور مقرب اللہ ہیں جنہیں وہ جماعت بھی موجود ہے جو ملہم کہلاتی ہے اور الٰہی مکالمہ کا دعویٰ کرتی ہے اور اپنے زعم میں الہامی طور پر مجھے کافر اور جہنمی ٹھہرا چکی ہے سو میں اُن سب کے مقابل پر باذنہ تعالیٰ صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھاوے اور تا اُسکا ہاتھ جھوٹے کو تحت الثریٰ تک پہونچاوے اور تا وہ اُس

شخص کی نصرت اور تائید کرے جیسپر اُس کا فضل و کرم ہے - سو بھائیو دیکھو کہ یہ دعوت
جسکی طرف میں میاں نذیر حسین صاحب اور انکی جماعت کو بلاتا ہوں یہ درحقیقت مجہہ میں
اور انہیں کہلا کہلا فیصلہ کو نیوالا طریق ہے سو میں اس راہ پر کہڑا ہوں اب اگر ان علمار کی
نظر میں ایسا ہی کافر اور دجال اور مفتری اور شیطان کا رہ زدہ ہوں تو میرے مقابل پر
اُنہیں کیوں تامل کرنا چاہیئے کیا اُنہوں نے قرآن کریم میں نہیں پڑہا کہ عند المقابلہ نصرت الٰہی
مومنوں کے ہی شامل حال ہوتی ہے اللہ جلشانہ قرآن کریم میں مومنوں کو فرماتا ہے وَلَا
تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ یعنے اے مومنو
مقابلہ سے ہمت مت ہارو اور کچہہ اندیشہ مت کرو اور انجام کار غلبہ تمہیں کا ہی اگر تم
واقعی طور پر مومن ہو اور فرماتا ہے لَن يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا
یعنے خدا تعالیٰ ہرگز کافرونکو مومنوں پر راہ نہیں دیگا۔ سو دیکہو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں مقابلہ
کیوقت مومنوں کو فتح کی بشارت دی رکہی ہے اور خود ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ مومن کا ہی حامی
اور ناصر ہوتا ہے مفتری کا ہرگز ناصر اور حامی نہیں ہوسکتا سو جسکا خدا تعالیٰ آپ دشمن ہو اور جانتا ہے
کہ وہ مفتری ہے ایسا نااہل آدمی کیونکر مومن کے مقابل پر ایمان کے علامات خاصہ سے خلعت یاب
ہوسکتا ہی بہلا یہ کیونکر ہو کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے پیارے دوست اور سچے الہامات کے وارث
اور نیز مومنین کاملین اور شیخ الکل ہوں وہ تو مقابلہ کیوقت ایمانی نشانوں سے محروم رہجائیں اور
بڑی ذلت کے ساتھہ انکی پردہ دری ہو اور عمداً خدا تعالیٰ انکی بزرگی اور نیک نامی کو صدمہ پہونچاوے
لیکن وہ جو راندۂ درگاہ الٰہی اور بقول شیخ بٹالوی کتوں کیطرح اور کافر اور دجال اور بقول
میاں نذیر حسین بکلی ایمان سے بے نصیب اور ملحد اور ہر ایک مخلوق سے بدتر ہو اسمیں ایمانی
نشان پائے جائیں اور خدا تعالیٰ عند المقابلہ اُسی کو فتح مند اور کامیاب کرے ایسا ہونا تو
ہرگز ممکن نہیں - ناظرین آپ لوگ ایماناً فرمائیں کہ کیا آسمانی اور روحانی تائید مومنوں کیلئے
ہوتی ہے یا کافروں کے لئے ؟ اس تمام تقریر میں مینے ثابت کر دیا ہی کہ حق اور باطل میں کہلا

کہلا فرق ظاہر کرنے کے لیے مقابلہ کی از حد ضرورت ہی۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد میںنے
حضرت شیخ الکل صاحب اور انکے شاگردوں کی زبان درازیوں پر بہت صبر کیا اور ستایا گیا
اور آپکو روکتا رہا۔ اب میں مامور ہونیکی وجہ سے اس دعوت اللہ کی طرف شیخ الکل صاحب
اور انکی جماعت کو بلاتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالی اس نزاع کا آپ فیصلہ کر دیگا
وہ دلوں کے خیالات کو جانچتا اور سینوں کے حالات کو پرکھتا ہے اور کسی سے دل آزار
زیادتی اور جبر بالسؤ پسند نہیں کرتا وہ لاپروا ہے متقی وہی ہے جو اس سے ڈرے اور میری
اسمیں کیا کسرشان ہی اگر کوئی مجھے کتا کہے یا کافر اور دجال کرکے پکارے درحقیقت حقیقی
طور پر انسان کی کیا عزت ہے صرف اس کے نور کے پرتوہ پڑنے سے عزت حاصل ہوتی
ہے اگر وہ مجھ پر راضی نہیں اور میں اس کی نگاہ میں بڑا ہوں تو پہر کتے کیطرح کیا
ہزار درجہ کتوں سے بدتر ہوں ؎ گر خدا از بندۂ خوشنود نیست ہیچ حیوانی چو او مردود نیست

گر سگ نفس دنی را پروریم | از سگان کوچہ ہا ہم کمتریم
اے خدا اے طالبان را رہنما | ایکہ مہر تو حیات روح ما
بر رضائے خویش کن انجام ما | تا بر آید در دو عالم کام ما
خلق و عالم جملہ در شور و شر اند | طالبانت در مقام دیگر اند
آں یکے را نوزے بخشی بدل | واں دگر را مے گذاری پا بگل
چشم و گوش و دل ز تو گیرد ضیا | ذات تو سر چشمہ فیض و ہدا

غرض خداوند قادر قدوس میری پناہ ہے اور میں تمام کام اپنا اسی کو سونپتا ہوں اور
گالیوں کے عوض میں گالیاں دینا نہیں چاہتا اور نہ کچھ کہنا چاہتا ہوں ایک ہی ہے جو کہیگا
افسوس کہ ان لوگوں نے تہوڑی سی بات کو بہت دور ڈالدیا اور خدا تعالے کو اس بات پر قادر
نہ سمجھا کہ جو چاہے کرے اور جسکو چاہے مامور کرکے بھیجے کیا انسان اس سے لڑ سکتا ہے یا آدم زاد کو اسپر
اعتراض کرنیکا حق پہونچتا ہے کہ تو نے ایسا کیوں کیا ایسا کیوں نہ کیا۔ کیا وہ رسالت پر

قادر نہیں کہ ایک کی قوت اور طبع دوسرے کو عطا کرے اور ایک کا رنگ اور کیفیت دوسرے میں رکہہ دیوی اور ایک کے اسم سے دوسرے کو موسوم کر دیوے اگر انسان کو خدا یتعالیٰ کی وسیع قدرت پر ایمان ہو تو وہ بلا تامل ان باتوں کا یہی جواب دیگا کہ ہاں بلاشبہ اللہ جلشانہٗ ہر یک باتپر قادر ہی اور اپنی باتوں اور اپنی پیشگوئیوں کو جس طرز اور طریق اور جس پیرایہ سے چاہی پورا کر سکتا ہی ناظرین تم آپ ہی سوچکر دیکہو کہ کیا آنیوالے **عیسیٰ** کی نسبت کسی جگہ یہ بہی لکہا تہا کہ وہ در اصل وہی بنی اسرائیلی ناصری صاحب انجیل ہو گا بلکہ **بخاری** میں جو بعد کتاب اللہ اصح الکتاب کہلاتی ہے بجائے ان باتوں کے **امامکم منکم** لکہا ہی اور حضرت مسیح کی **وفات** کی شہادت دی ہی جسکی آنکہیں ہیں دیکہے منصفو سوچ کر جواب دو کہ کیا قرآن کریم میں کہیں یہ ہی لکہا ہی کہ کسی وقت کوئی حقیقی طور پر صلیبوں کو توڑنیوالا اور ذمیوں کو قتل کرنیوالا اور قتل خنزیر کا نیا حکم لانیوالا اور قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرنیوالا ظہور کریگا اور آیت **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ** اور آیت **حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ** اُسوقت منسوخ ہو جائیگی اور نئی وحی قرآنی وحی پر خط نسخ کہینچدیگی۔ اے لوگو اے مسلمانوں کی ذریت کہلانیوالو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اُس خدا سے شرم کرو جسکے سامنے حاضر کیئے جاؤ گے۔ اور بالآخر میں ناظرین کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ جن باتوں پر حضرت مولوی نذیر حسین صاحب اور انکی جماعت نے تکفیر کا فتویٰ دیا ہے اور میرا نام کافر اور دجال رکہا ہی اور وہ گالیاں دی ہیں کہ کوئی مہذب آدمی غیر قوم کے آدمی کی نسبت بہی پسند نہیں کرتا اور یہ دعویٰ کیا ہی کہ گویا یہ باتیں میری کتاب **توضیح مرام** اور **ازالہ اوہام** میں درج ہیں۔ میں انشاء اللہ القدیر عنقریب ایک مستقل رسالہ میں اُن تمام مقامات معترض علیہا کو لکہہ کر منصفین کو دکہاؤنگا کہ کیا در حقیقت میں نے اسلام کے عقیدہ سے انحراف کیا ہی یا انہیں کی آنکہوں پر پردہ اور انہیں کے دلوں پر مہریں ہیں کہ باوجود علم کے دعوے کی حقیقت کو شناخت نہیں کر سکتے اور اُس

پل کیطرح جو یکدفعہ ٹوٹ کر ہر طرف ایک سیلاب پیدا کر دی لوگوں کی سدّراہ ہو رہی ہیں یاد رکھو کہ آخر یہ لوگ بہت شرمندگی کے ساتھہ اپنے مُنہ بند کرلینگے اور بڑی ندامت اور ذلت کیساتھہ تکفیر کے جوش سے دستکش ہو کر ایسے ٹھنڈے ہو جائینگے کہ جیسے کوئی بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈالدے لیکن انسان کی تمام قابلیت اور زیرکی اور عقلمندی اسمیں ہے کہ سمجھانے سے پہلے سمجھے اور جتلانیسے پہلے بات کو پا جاے اگر سخت مغزخواری کے بعد سمجھا تو کیا سمجھا بہتوں پر عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ وہ کافر بنانے اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کرینگے اور بدظنی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کرینگے مگر کہاں وہ پہلی بات اور کہاں یہ۔ اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را۔ مرشوی کردہ را نبود زیب دختری سوائے میری پیاری قوم اس وقت کو غنیمت سمجھہ یہ تیرا گمان صحیح نہیں ہے کہ اس صدی کے سر پر آسمان و زمین کے خدا نے کوئی مجدّد اپنی طرف سے نہ بھیجا بلکہ کافر اور دجال بھیجا تا زمین میں فساد پھیلاوے اے قوم نبی علیہ السلام کی پیشگوئی کا کچھہ لحاظ کر اور خدا تعالیٰ سے ڈر اور نعمت کو ردمت کر ؎ غافل مشو گر عاقلی دریاب گر صاحبدلی ✤ شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را ✤

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

نوٹ مندرجہ بالا رسالہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو بعد نماز ظہر مسجد کلاں واقعہ **قادیان** میں ایک جم غفیر کے روبرو مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھکر سنایا۔ اور بعد اختتام یہ تجویز حاضرین کے روبرو پیش کی گئی کہ انجمن کے ممبر کون کون صاحبان قرار دئے جائیں اور کسطرح اسکی کاروائی شروع ہو۔ حاضرین نے جن کے نام نامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اور جو محض تجویز مذکورہ بالا پر غور کرنے اور مشورہ کرنیکے لئے تشریف لائے تھے بالاتفاق یہ **قرار** دیا کہ سر دست رسالہ مذکور شائع کر دیا جائے اور مخالفین کا عندیہ معلوم کرکے بعد ازاں بتراضئ فریقین انجمن کے ممبر مقرر کئے جائیں اور کارروائی شروع کیجائے۔ جو اصحاب اس جلسہ میں موجود ہوئے اُنکے نام نامی یہ ہیں۔

منشی محمد اروڑا صاحب نقشہ نویس محکمہ مجسٹریٹ کپورتھلہ	منشی شمس الدین صاحب کلرک دفتر اگزیمنر لاہور۔
منشی محمد عبد الرحمن صاحب محرر محکمہ جرنیلی ایضاً	منشی تاجدین صاحب اکونٹنٹ دفتر اگزیمنر لاہور۔

منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس کپور تھلہ
منشی ظفر احمد صاحب اپیلنویس 〃
منشی محمد خان صاحب اہلمد فوجداری 〃
منشی سردار خان صاحب کورٹ دفعدار 〃
منشی امداد علی خان صاحب محرر سررشتہ تعلیم 〃
مولوی محمد حسین صاحب کپور تھلہ
حافظ محمد علی صاحب کپور تھلہ
مرزا خدابخش صاحب اتالیق نواب مالیر کوٹلہ
منشی رستم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے لاہور
ڈپٹی حاجی سید فتح علیشاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر انہار
میاں محمد چٹو صاحب رئیس لاہور
حاجی خواجہ محمد الدین صاحب رئیس لاہور
خلیفہ رجب الدین صاحب رئیس لاہور
میر محمود شاہ صاحب نقلنویس سیالکوٹ
منشی محمد دین صاحب سابق گرداور سیالکوٹ
حکیم فضل الدین صاحب رئیس بھیرہ
میاں نجم الدین صاحب رئیس بھیرہ
منشی احمد اللہ صاحب محالدار محکمہ پرمٹ جموں
سید محمد شاہ صاحب رئیس جموں
مستری عمرالدین صاحب جموں
مولوی نورالدین صاحب حکیم خاص ریاست جموں

منشی نبی بخش صاحب کلارک دفتر اگزیمنر لاہور
حافظ فضل احمد صاحب کلارک 〃 〃
مولوی رحیم اللہ صاحب لاہور
مولوی غلام حسین صاحب امام مسجد گمٹی لاہور
منشی عبدالرحمن صاحب کلارک لوکو آفس لاہور
مولوی عبدالرحمن صاحب مسجد چینیاں لاہور
منشی کرم الٰہی صاحب لاہور
سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر
حافظ محمد اکبر صاحب لاہور
مولوی غلام قادر صاحب فصیح مالک و مہتمم پنجاب پریس
و میونسپل کمشنر سیالکوٹ
مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ
میر حامد شاہ صاحب اہلمد معافیات سیالکوٹ
منشی دوست محمد صاحب سارجنٹ پولیس جموں
مفتی فضل الرحمن صاحب رئیس جموں
منشی غلام محمد صاحب خلف مولوی دین محمد لاہور
سائیں شیر شاہ صاحب مجذوب جموں
صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھانہ
قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکرم لدھانہ
حافظ نور احمد صاحب کارخانہ دار پشمینہ لدھانہ
شہزادہ حاجی عبدالمجید صاحب لدھانہ

خلیفہ نورالدین صاحب صحاف جموں
قاضی محمد اکبر صاحب سابق تحصیلدار جموں
شیخ محمد جان صاحب ملازم راجہ امر سنگھ صاحب وزیرآباد
مولوی عبدالقادر صاحب مدرس جمالپور
شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر گجرات
شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے گجرات
منشی غلام اکبر صاحب ہیڈ کلرک اگزیمنر آفس لاہور
میاں جمال الدین صاحب ساکن موضع سیکھواں
میاں امام الدین صاحب ״
میاں خیرالدین صاحب ״
داروغہ نعمت علی صاحب ہاشمی عباسی بٹالوی
حافظ حامد علی صاحب ملازم مرزا صاحب
حکیم جان محمد صاحب امام مسجد قادیانی
مولوی محمد عیسیٰ صاحب مدرس نوشہرہ
بابو علی محمد صاحب رئیس بٹالہ

حاجی عبدالرحمن صاحب لدہانہ
شیخ شہاب الدین صاحب لدہانہ
حاجی نظام الدین صاحب لدہانہ
شیخ عبدالحق صاحب لدہانہ
مولوی محکم الدین صاحب مختار امرتسر
شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر
منشی غلام محمد صاحب کاتب امرتسر
میاں چراغ علی صاحب ساکن تہہ غلام نبی
شیخ شہاب الدین صاحب ״
میاں عبداللہ صاحب ساکن سنور
مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب قادیانی
میاں بڈھے خان نمبردار بہیری
مرزا محمد علی صاحب رئیس پٹی
حافظ عبدالرحمن صاحب ساکن سوہیاں
شیخ محمد عمر صاحب خلف حاجی غلام محمد صاحب بٹالہ

ڈاکٹر جگن ناتھ صاحب ملازم ریاست جموں کو آسمانی نشانوں کیطرف دعوت

میرے مخلص دوست اور للّٰہی رفیق اخویم حضرت مولوی حکیم نوردین صاحب فانی فی ابتغاء مرضات ربّانی ملازم و معالج ریاست جموں نے ایک عنایت نامہ مورخہ ۷ جنوری ۱۸۹۲ء اس عاجز کیطرف بھیجا ہے جسکی عبارت کسی قدر

نیچے لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ خاکسار نابکار نورالدین بحضور خدام دارالمقام حضرت مسیح الزمان سلمہ الرحمٰن السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ کے بعد بکمال ادب عرض پرداز ہے۔ غریب نوازا۔ پریروز ایک عرضی خدمت میں روانہ کی اس کے بعد یہاں جموں میں ایک عجیب طوفان بے تمیزی کی خبر پہونچی جسکو بضرورت تفصیل کے ساتھ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں ازالہ اوہام میں حضور والا نے ڈاکٹر جگناتھ کی نسبت ارقام فرمایا ہے کہ وہ گریز کر گئے اب ڈاکٹر صاحب نے بہت سے ایسے لوگوں کو جو اس معاملہ سے آگاہ تھے کہا ہے۔ سیاہی سے یہ بات لکھی گئی ہے سرخی سے اس پر قلم پھیر دو میں نے ہرگز گریز نہیں کیا اور نہ کسی نشان کی تخصیص چاہی مردہ کا زندہ کرنا میں نہیں چاہتا اور نہ خشک درخت کا ہرا ہونا۔ یعنے بلاتخصیص کوئی نشان چاہتا ہوں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔

نوٹ:- حضرت مولوی صاحب کے محبت نامہ موصوفہ کے چند فقرہ لکھتا ہوں غور سے پڑھنا چاہیے تا معلوم ہو کہ کہانتک رحمانی فضل سے انکو انشراح صدر و صدق قدم و یقین کامل عطا کیا گیا ہے اور وہ فقرات یہ ہیں۔

"عالی جناب میرزا جی مجھے اپنے قدموں میں جگہ دو۔ اللہ کی رضامندی چاہتا ہوں اور جسطرح وہ راضی ہوسکے طیار ہوں اگر آپکے مشن کو انسانی خون کی آبپاشی ضرور ہے تو یہ نابکار (مگر محب انسان) چاہتا ہے کہ اس کام میں کام آوے" تمہ کلامہ جزاہ اللہ"۔ حضرت مولوی صاحب جو انکسار اور ادب اور ایثار مال و عزت اور جان فشانی میں فانی ہیں وہ خود نہیں بولتے بلکہ اُن کی روح بول رہی ہے درحقیقت ہم اُسی وقت سچے بندے ٹھہر سکتے ہیں کہ جو خداوند منعم نے ہمیں دیا ہے ہم اس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہماری جان اس کی امانت ہے اور وہ فرماتا ہے کہ ردوا الامانات الیٰ اھلھا

سر کہ نہ در پائے عزیزش رود
بارِ گران ست کشیدن بدوش منہ

اب ناظرین پر واضح ہو کہ پہلے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے ایک خط میں نشانکو تخصیص کے ساتھہ طلب کیا تھا جیسے مردہ زندہ کرنا وغیرہ اسپر اُن کی خدمت میں خط لکھا گیا کہ تخصیص ناجایز ہے خدا تعالیٰ اپنے ارادہ اور اپنے مصالح کے موافق نشان ظاہر کرتا ہے اور جبکہ نشان کہتے ہی اُس کو ہیں کہ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو تو پھر تخصیص کی کیا حاجت ہے کسی نشان کے آزمانیکے لئے یہی طریق کافی ہے کہ انسانی طاقتیں اُسکی نظیر پیدا نہ کرسکیں اس خط کا جواب ڈاکٹر صاحب نے کوئی نہیں دیا تھا اب پھر ڈاکٹر صاحب نے نشان دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور مہربانی فرماکر اپنی اُس پہلی قید کو اُٹھا لیا ہے اور صرف نشان چاہتے ہیں کوئی نشان ہو مگر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو لہذا آج ہی کی تاریخ یعنی ۱۱-جنوری ۱۸۹۲ء کو بروز دوشنبہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں مکرّر دعوت حق کے طور پر ایک خط رجسٹری شدہ بھیجا گیا ہے جس کا مضمون ہے کہ اگر آپ بلاتخصیص کسی نشان دیکھنے پر سچے دل سے مسلمان ہونیکے لئے تیار ہیں تو اخبارات مندرجہ حاشیہ میں حلفاً یہ اقرار اپنی طرف سے شائع کردیں کہ میں جو فلاں ابن فلاں ساکن بلدہ فلاں ریاست جموں میں برعہدہ ڈاکٹری متعین ہوں اسوقت حلفاً اقرار صحیح سراسر نیک نیتی اور حق طلبی اور خلوص دل سے کرتا ہوں کہ اگر میں اسلام کی تائید میں کوئی نشان دیکھوں جسکی نظیر مشاہدہ کرانے سے میں عاجز آجاؤں اور انسانی طاقتوں میں اسکا کوئی نمونہ نہیں تمام لوازم کے ساتھہ دکھلا نہ سکوں تو بلاتوقف مسلمان ہوجاؤں گا اس اشاعت اور اس اقرار کی اسلئے ضرورت ہے کہ خدا سے قیوم و قدوس بازی اور کھیل کیطرح کوئی نشان دکھلانا نہیں چاہتا جبتک کوئی انسان پوری انکسار اور ہدایت یابی کی

غرض سے اسکی طرف رجوع نہ کرے تب تک وہ بنظر رحمت رجوع نہیں کرتا اور اشاعت سے خلوص اور پختہ ارادہ ثابت ہوتا ہے اور چونکہ اس عاجز نے خدا تعالے کے اعلام سے ایسی نشانوں کے ظہور کے لئے ایک سال کے وعدہ پر اشتہار دیا ہے سو وہی میعاد ڈاکٹر صاحب کے لئے قایم رہیگی طالب حق کے لئے یہ کوئی بڑی میعاد نہیں اگر میں ناکام رہا تو ڈاکٹر صاحب جو سزا اور تاوان میرے مقدرت کے موافق میرے لئے تجویز کریں وہ مجھے منظور ہے اور بخدا مجھے مغلوب ہونے کی حالت میں سزاے موت سے بھی کچھ عذر نہیں

ہماں بہ کہ جاں دررہ او فشانم
جہاں راچہ نقصاں اگر من نمانم

والسلام علی من اتبع الہدے

المعلن المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی عفی اللہ عنہ

یازدہم جنوری ۱۸۹۲ء

* پنجاب گزٹ اور رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور ناظم الہند لاہور اور اخبار عام لاہور اور نور افشاں لودہیانہ

منصفین کے غور کے لایق

یہ بات بالکل سچ ہے کہ جب دل کی آنکھیں بند ہوتی ہیں تو جسمانی آنکھیں بلکہ سارے حواس ساتھ ہی بند ہو جاتے ہیں پھر انسان دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا اور سمجھتا ہوا نہیں سمجھتا اور زبان پر حق جاری نہیں ہو سکتا - دیکھو ہمارے مجوب مولوی کیسے دانا کہلا کر تعصب کی وجہ سے نادانی میں ڈوب گئے دینی دشمنوں کی طرح آخر افتراؤں پر آگئے - ایک صاحب اس عاجز کی نسبت لکھتے ہیں کہ ایک اپنے لڑکے کی نسبت الہام سے خبر دی تھی کہ یہ باکمال ہوگا حالانکہ وہ صرف چند مہینہ جی کر مرگیا مجھے تعجب ہے کہ ان جلد باز مولویوں کو ایسی باتوں کے کہنے کے وقت

کیوں لعنت اللہ علی الکاذبین کی آیت یاد نہیں رہتی اور کیوں یکدفعہ اپنے باطنی جذام اور عداوت اسلام کو دکھلانے لگے ہیں اگر کچھ حیا ہو تو اب اِس بات کا ثبوت دیں کہ اِس عاجز کے کس الہام میں لکھا گیا ہے کہ وُہی لڑکا جو فوت ہو گیا درحقیقت وہی موعود لڑکا ہے الہام الٰہی میں صرف اجمالی طور پر خبر ہے کہ ایسا لڑکا پیدا ہو گا اور خدا تعالےٰ کے پاک الہام نے کسی کو اشارہ کر کے مورد اُس پیشگوئی کا نہیں ٹھہرایا بلکہ اشتہار فروری ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ بعض لڑکے صغر سنی میں فوت بھی ہونگے پھر اس بچے کے فوت ہونے سے ایک پیشگوئی پوری ہوئی یا کوئی پیشگوئی جھوٹی نکلی - اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی اپنے بچہ پر یہ خیال ہی کر لیں کہ شائد یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہو گا کیا نبیوں کے اجتہادات میں اسکا کوئی نمونہ نہیں ! اگر ہم نے وفات یافتہ لڑکے کی نسبت کوئی قطعی الدلالت الہام کسی اپنی کتاب میں لکھا ہے تو وہ پیش کریں جھوٹھ بولنا اور نجاست کہانا ایک برابر ہے تعجب کہ ان لوگوں کو نجاست خوری کا کیوں شوق ہو گیا آج تک صدہا الہامی پیشگوئیاں سچائی سے ظہور میں آئیں جو ایک دُنیا میں مشہور کی گئیں مگر ان مولویوں نے ہمدردی اسلام کی راہ سے کسی ایک کا بھی ذکر نہ کیا - دلیپ سنگھ کا ارادہ سیر ہندوستان و پنجاب سے ناکام رہنا صدہا لوگوں کو پیش از وقوع سنایا گیا تہا - بعض ہندؤں کو پنڈت دیانند کی موت کی خبر چند مہینے اُس کے مرنے سے پہلے بتلائی گئی تہی اور یہ لڑکا بشیر الدین محمود جو پہلے لڑکے کے بعد پیدا ہوا ایک اشتہار میں اسکی پیدائش کی قبل از تولد خبر دیگئی تہی سردار محمد حیات خاں کی معطلی کے زمانہ میں انکی دوبارہ بحالی کی لوگوں کو خبر سنا دی گئی تہی - شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور پر مصیبت کا آنا پیش از وقت ظاہر کیا گیا تہا اور پہر انکی بریّت کی خبر نہ صرف انکو پیش از وقت پہونچائی گئی تہی بلکہ صدہا آدمیوں میں مشہور کی گئی تہی - ایسا ہی صدہا نشان ہیں جنکے گواہ موجود ہیں کیا ان دیندار مولویوں نے

کبھی اِن نشانونکا ہی نام لیا جسکے دل پر خدا تعالیٰ مُہر کرے اُسکی دِل کو کون کھولے۔ اب ہی یہ لوگ یاد رکہیں کہ انکی عداوت سی اسلام کو کچھ ضرر نہیں پہونچ سکتا۔ کیڑوں کیطرح خود ہی مرجائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کریگا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلادے۔ اسلام کی برکتیں اب اِن مگس طینت مولونکی بک بک سے رک نہیں سکتیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے انا الفتّاح افتح لك۔ ترى نصرًا عجيبًا ويخرّون على المساجد۔ ربنا اغفر لنا انا كنا خاطئين۔ جلابيب الصدق فاستقم كما امرت۔ الخوارق تحت منتهى صدق الاقدام۔ كن لله جميعًا ومع الله جميعًا۔ عسى ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا۔ یعنے میں فتاح ہوں تجھے فتح دونگا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور منکر یعنے بعض اُنکے جنکی قسمت میں ہدایت مقدر ہے اپنی سجدہ گاہوں پر گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب ہماری گناہ بخش ہم خطا پر تھے۔ یہ صدق کے جلابیب ہیں جو ظاہر ہوں گے۔ سو جیسا کہ تجھے حکم کیا گیا ہے استقامت اختیار کر خوارق یعنے کرامات اُس محل پر ظاہر ہوتی ہیں جو انتہائی درجہ صدق اقدام کا ہے۔ تو سارا خدا کے لئے ہو جا تو سارا خدا کے ساتھ ہو جا۔ خدا تجھے اُس مقام پر اُٹھائیگا جسمیں تو تعریف کیا جائیگا اور ایک الہام میں چند دفعہ تکرار اور کسیقدر اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ میں تجھے عزت دونگا اور بڑھاؤنگا اور تیری آثار میں برکت رکھدونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ ہر یک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اُٹھا نہ رکھو پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالےٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا والسلام علی من اتبع الھدے

المنبّہ الناصح مرزا غلام احمد قادیانی

میر عباس علی صاحب لدہانوی

چو بشنوی سخنِ اہلدل مگو کہ خطا است   سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

یہ میر صاحب وہی حضرت ہیں جنکا ذکر بالخیر میںنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۹۰ میں بیعت کرنے والوں کی جماعت میں لکھا ہی افسوس کہ وہ بعض موسوسین کے وسوسہ اندازی سے سخت لغزش میں آ گئے بلکہ جماعت اعدا میں داخل ہو گئے۔ بعض لوگ تعجب کریں گے کہ اُنکی نسبت تو الہام ہوا تہا کہ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء اس کا یہ جواب ہے کہ الہام کے صرف اس قدر معنی ہیں کہ اصل اُسکا ثابت ہی اور آسمان میں اُسکی شاخ ہے اس میں تصریح نہیں ہی کہ وہ باعتبار اپنی اصل فطرت کے کس بات پر ثابت ہیں بلاشبہ یہ بات ماننے کے لایق ہے کہ انسان میں کوئی نہ کوئی فطرتی خوبی ہوتی ہے جسپر وہ ہمیشہ ثابت اور مستقل رہتا ہے اور اگر ایک کافر کفر سے اسلام کیطرف انتقال کری تو وہ فطرتی خوبی ساتہہ ہی لاتا ہے اور اگر پہر اسلام سے کفر کیطرف انتقال کرے تو اُس خوبی کو ساتہہ ہی لیجاتا ہی کیونکہ فطرت اللہ اور خلق اللہ میں تبدل اور تغیر نہیں افراد نوع انسان مختلف طور کے کانوں کی طرح ہیں کوئی سونے کی کان کوئی چاندی کی کان کوئی پیتل کی کان پس اگر اس الہام میں میر صاحب کی کسی فطرتی خوبی کا ذکر ہو جو غیر متبدل ہو تو کچہہ عجب نہیں اور نہ کچہہ اعتراض کی بات ہی بلاشبہ یہ مسلم مسئلہ ہی کہ مسلمان تو مسلمان ہیں کفار میں بہی بعض فطرتی خوبیاں ہوتی ہیں اور بعض اخلاق فطرتاً انکو حاصل ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے مجسم ظلمت اور سراسر تاریکی میں کسی چیز کو بہی پیدا نہیں کیا ہاں یہ سچ ہی کہ کوئی فطرتی خوبی بجز حصول صراط مستقیم کے جسکا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہی موجب نجات اُخروی نہیں ہو سکتی کیونکہ اعلیٰ درجہ کی خوبی ایمان اور خدا شناسی اور راست روی اور خدا ترسی ہے اگر وہی نہ ہوئی تو دوسری خوبیاں ہیچ ہیں علاوہ اسکے یہ الہام اُس زمانہ کا ہی کہ جب میر صاحب میں ثابت قدمی موجود تہی۔ زبردست طاقت

اخلاص کی پائی جاتی تہی اور اپنے دل میں وہ بہی یہی خیال رکھتے تہے کہ میں ایساہی ثابت رہونگا سو خدا تعالے
نے انکی اُسوقت کیحالت موجودہ سے خبر دیدی یہ بات خدا تعالیٰ کی تعلیمات وحی میں شائع متعارف ہے
کہ وہ موجودہ حالت کے مطابق خبر دیتا ہے کسی کے کافر ہونیکی حالت میں اُسکا نام کافر ہی رکھتا ہے اور
اُسکی مومن اور ثابت قدم ہونیکی حالتمیں اُسکا نام مومن اور مخلص اور ثابت قدم ہی رکھتا ہے خدا تعالیٰ کی کلام میں
اسکے نمونے بہت ہیں اور اس میں کچھہ شک نہیں کہ میر صاحب موصوف عرصہ دس سال تک بڑے اخلاص
اور محبت اور ثابت قدمی سے اِس عاجز کے مخلصوں میں شامل رہے اور خلوص کے جوش کیوجہ سے بیعت کے وقت نہ صرف
آپ اُنہوں نے بیعت کی بلکہ اپنے دوسرے عزیزوں اور رفیقوں اور دوستوں اور متعلقوں کو بہی اس سلسلہ
میں داخل کیا اور اس دس سال کے عرصہ میں جسقدر اُنہوں نے اخلاص اور ارادت سے بہرے ہوئے خط بہیجے
انکا اِس وقت میں اندازہ بیان نہیں کرسکتا لیکن دو سَو کے قریب اب بہی ایسے خطوط اُنکے موجود ہونگے جنمیں
اُنہوں نے انتہا درجہ کی عجز اور انکسار سے اپنے اخلاص اور ارادت کا بیان کیا ہے بلکہ بعض خطوط میں اپنی وہ
خوابیں لکہی ہیں جنمیں گویا روحانی طور پر انکو تصدیق ہوئی ہے کہ یہ عاجز منجانب اللہ ہے اور اس
عاجز کے مخالف باطل پر ہیں اور نیز وہ اپنی خوابوں کی بنا پر اپنی معیت دائمی ظاہر کرتے ہیں گویا
وہ اِس جہان اور اُس جہان میں ہمارے ساتہہ ہیں ایسا ہی لوگوں میں بکثرت اُنہوں نے یہ خوابیں مشہور کی
ہیں اور اپنے مریدوں اور مخلصوں کو بتلائیں اب ظاہر ہے کہ جس شخص نے اِسقدر جوش سے اپنا
اخلاص ظاہر کیا ایسے شخص کیحالت موجودہ کی نسبت اگر خدا تعالیٰ کا الہام ہو کہ یہ شخص اسوقت ثابت قدم
ہے متزلزل نہیں تو کیا اس الہام کو خلاف واقعہ کہا جائیگا بہت سے الہامات صرف موجودہ حالات کے آئینہ ہوتے
ہیں عواقب امور سے انکو کچھہ تعلق نہیں ہوتا اور نیز یہ بات بہی ہے کہ جبتک انسان زندہ ہے اسکے سوء خاتمہ پر
حکم نہیں کرسکتے کیونکہ انسان کا دل اللہ جلشانہ کے قبضہ میں ہے میر صاحب تو میر صاحب ہیں
اگر وہ چاہے تو دنیا کے ایک بڑے سنگدل اور مختوم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کیطرف پہیر
سکتا ہے۔ غرض یہ الہام حال پر دلالت کرتا ہے مآل پر ضروری طور پر اسکی دلالت نہیں ہے
اور مآل ابہی ظاہر بہی نہیں ہے بہتوں نے راستبازوں کو چہوڑ دیا اور پکے دشمن بنگئے مگر بعد میں

پھر کوئی کرشمہ قدرت دیکھ کر پشیمان ہوئے اور زار زار روئے اور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور رجوع لائے۔ انسان کا دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس حکیم مطلق کی آزمائشیں ہمیشہ ساتھ لگی ہوئی ہیں سو میر صاحب اپنی کسی پوشیدہ خامی اور نقص کی وجہ سے آزمایش میں پڑ گئے اور پھر اس ابتلا کے اثر سے جوش ارادت کی عوض میں قبض پیدا ہوئی اور پھر قبض سے خشکی اور اجنبیت اور اجنبیت سے ترک ادب اور ترک ادب سے ختم علی القلب اور ختم علی القلب سے جہری عداوت اور ارادہ تحقیر و استخفاف و توہین پیدا ہو گیا۔ عبرت کی جگہ ہے کہ کہاں سے کہاں پہونچ گیا کسی کے وہم یا خیال میں تھا کہ میر عباس علی کا یہ حال ہوگا مالک الملک جو چاہتا ہے کرتا ہے میرے دوستوں کو چاہیئے کہ انکے حق میں دعا کریں اور اپنے بھائی فرو ماندہ اور درگذشتہ کو اپنی ہمدردی سے محروم نہ رکھیں اور میں بھی انشاء اللہ الکریم دعا کرونگا۔ میں چاہتا تھا کہ اُنکے چند خطوط بطور نمونہ اس رسالہ میں نقل کر کے لوگوں پر ظاہر کروں کہ میر عباس علی کا اخلاص کس درجہ پر پہونچا تھا اور کس طور کی خوابیں وہ ہمیشہ ظاہر کیا کرتے تھے اور کن انکساری الفاظ اور تعظیم کے الفاظ سے وہ خط لکھتے تھے لیکن افسوس کہ اس مختصر رسالہ میں گنجایش نہیں انشاء اللہ القدیر کسی دوسرے وقت میں حسب ضرورت ظاہر کیا جائیگا۔ یہ انسان کے تغیرات کا ایک نمونہ ہے کہ وہ شخص جسکے دل پر ہر وقت عظمت اور ہیبت سچی ارادت کی طاری رہتی تھی اور اپنے خطوط میں اس عاجز کی نسبت خلیفۃ اللہ فی الارض لکھا کرتا تھا آج اُسکی کیا حالت ہے پس خدا تعالے سے ڈرو اور ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ وہ محض اپنے فضل سے تمہارے دلوں کو حق پر قائم رکھے اور لغزش سے بچاوے اپنی استقامتوں پر بھروسہ مت کرو کیا استقامت میں فاروق رضی اللہ عنہ سے کوئی بڑھکر ہوگا جن کو ایک ساعت کے لئے ابتلا پیش آگیا تھا اور اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ اُنکو نہ تھامتا تو خدا جانے کیا حالت ہو جاتی۔ مجھے اگرچہ میر عباس علی صاحب کی لغزش سے رنج بہت ہوا لیکن پھر میں دیکھتا ہوں کہ جبکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نمونہ پر آیا ہوں تو یہ بھی ضرور تھا کہ میرے بعض مدعیان اخلاص کے واقعات میں بھی وہ نمونہ ظاہر ہوتا یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعض خاص دوست جو اُنکے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے جنکی تعریف میں وحی الٰہی بھی

نازل ہوگئی تھی آخر حضرت مسیح سے منحرف ہوگئے تھے یہودا اسکریوطی کیسا گہرا دوست حضرت مسیح کا تہا جو اکثر ایک ہی پیالہ میں حضرت مسیح کے ساتھ کہاتا اور بڑے پیار کا دم مارتا تہا جسکو بہشت کے بارہویں تخت کی خوشخبری بہی دیگئی تہی اور میاں **پطرس** کیسے بزرگ حواری تہے جنکی نسبت حضرت مسیح نے فرمایا تہا کہ آسمان کی کنجیاں انکے ہاتھ میں ہیں جنکو چاہیں بہشت میں داخل کریں اور جنکو چاہیں نہ کریں لیکن آخر میاں صاحب موصوف نے جو کرتوت دکھلائی وہ انجیل پڑہنے والوں پر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے سامنے کہڑے ہوکر اور اُنکی طرف اشارہ کرکے نعوذ باللہ بلند آواز سے کہا کہ میں اس شخص پر لعنت بہیجتا ہوں میر صاحب ابہی اس حد تک کہاں پہونچے ہیں کل کی کس کو خبر ہے کہ کیا ہو۔ میر صاحب کی قسمت میں اگرچہ یہ لغزش مقدر تہی اور اصلہا ثابت کی ضمیر تانیث بہی اُسکی طرف ایک اشارہ کررہی تہی لیکن بٹالوی صاحب کے وسوسہ اندازی نے اور بہی میر صاحبکی حالت کو لغزش میں ڈالا میر صاحب ایک سادہ آدمی ہیں جنکو مسائل دقیقہ دین کی کچہہ بہی خبر نہیں حضرت بٹالوی وغیرہ نے مفسدانہ تحریکوں سے انکو بہڑکا دیا کہ دیکہو فلاں کلمہ عقیدہ اسلام کے برخلاف اور فلاں لفظ بے ادبی کا لفظ ہے مینے سنا ہے کہ شیخ بٹالوی اس عاجز کے مخلصوں کی نسبت قسم کہا چکے ہیں کہ **لاغوینھم اجمعین** اور اس قدر غلو ہے کہ شیخ نجدی کا استثنا بہی اُنکی کلام میں نہیں پایا جاتا تا صالحین کو باہر رکہہ لیتے اگرچہ وہ بعض روگردان ارادتمندوں کی وجہ سے بہت خوش ہیں مگر اُنہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک ٹہنی کے خشک ہوجانے سے سارا باغ برباد نہیں ہوسکتا۔ جس ٹہنی کو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے خشک کردیتا ہے اور کاٹ دیتا ہے اور اُس کی جگہ اور ٹہنیاں پھلوں اور پہولوں سے لدی ہوئی پیدا کردیتا ہے بٹالوی صاحب یاد رکہیں کہ اگر اس جماعت سے ایک نکل جائے گا تو خدا تعالےٰ اُس کی جگہ بیس لائیگا اور اس آیت پر غور کریں **فسوف یاتی اللہ**

بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکفرین ؂

بالآخر ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ میر عباس علی صاحب نے ۱۲ دسمبر ۱۸۹۱ء میں مخالفانہ طور پر ایک اشتہار بھی شائع کیا ہے جو ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے سو اُن الفاظ سے تو ہمیں کچھ غرض نہیں جب دل بگڑتا ہے تو زبان ساتھ ہی بگڑ جاتی ہے لیکن اس اشتہار کی تین باتوں کا جواب دینا ضروری ہے

اول یہ کہ میر صاحب کے دل میں دہلی کے مباحثات کا حال خلاف واقعہ جم گیا ہے سو اس وسوسہ کے دور کرنے کے لئے میرا یہی اشتہار کافی ہے بشرطیکہ میر صاحب اسکو غور سے پڑہیں۔

دوم یہ کہ میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں معجزات کا منکر اور لیلۃ القدر سے انکاری اور نبوت کا مدعی اور انبیا علیہم السلام کی اہانت کرنیوالا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا سو ان اوہام کے دور کرنے کے لئے میں وعدہ کر چکا ہوں کہ عنقریب میری طرف سے اس بارہ میں رسالہ مستقلہ شائع ہوگا اگر میر صاحب توجہ سے اس رسالہ کو دیکھیں گے تو بشرط توفیق ازلی اپنی بے بنیاد اور بے اصل بدظنیوں سے سخت ندامت اُٹھائیں گے۔

سوئم یہ کہ میر صاحب نے اپنے اس اشتہار میں اپنے کمالات ظاہر فرما کر تحریر فرمایا ہے کہ گویا انکو رسول نمائی کی طاقت ہے چنانچہ وہ اس اشتہار میں اس عاجز کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس بارہ میں میرا مقابلہ نہیں کیا میں نے کہا تھا کہ ہم دونوں کسی ایک مسجد میں بیٹھ جائیں اور پھر یا توجہ کو رسول کریم کی زیارت کرا کر اپنے دعاوی کی تصدیق کرا دیجائے اور یا میں زیارت کرا کر اس بارہ میں فیصلہ کرا دوں گا۔ میر صاحب کی اس تحریر نے نہ صرف مجھے ہی تعجب میں ڈالا بلکہ ہر ایک واقف حال سخت متعجب ہو رہا ہے کہ اگر میر صاحب میں یہ قدرت اور کمال حاصل تھا کہ جب چاہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں اور

باتیں پوچھ لیں بلکہ دوسروں کو بھی دکھلا دیں تو پھر انہوں نے اس عاجز سے بدون تصدیق نبوی کے کیوں بیعت کر لی اور کیوں دس سال تک برابر خلوص نماؤں کے گروہ میں رہی تعجب کہ ایک دفعہ بھی رسول کریم انکی خواب میں نہ آئے اور انپر ظاہر نہ کیا کہ اس کذاب اور مکار اور بیدین سے کیوں بیعت کرتا ہے اور کیوں اپنے تئیں گمراہی میں پھنساتا ہے کیا کوئی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص کو یہ اقتدار حاصل ہے کہ بات بات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں چلا جاوے اور انکے فرمودہ کے مطابق کاربند ہو اور ان سے صلاح مشورہ لیلے وہ دس برس تک برابر ایک کذاب اور فریبی کے پنجہ میں پھنسا رہے اور ایسے شخص کا مرید ہو جاوے جو اللہ اور رسول کا دشمن اور آنحضرت کی تحقیر کرنیوالا اور تحت الثریٰ میں گرنے والا ہو زیادہ تر تعجب کا مقام یہ ہے کہ میر صاحب کے بعض دوست بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بعض خوابیں ہمارے پاس بیان کی تھیں اور کہا تھا کہ مینے رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا اور آنحضرت نے اس عاجز کی نسبت فرمایا کہ وہ شخص واقعی طور پر خلیفۃ اللہ اور مجدد دین ہے اور اسی قسم کے بعض خط جنمیں خوابوں کا بیان اور تصدیق اس عاجز کے دعوے کی تھی میر صاحب نے اس عاجز کو بھی لکھے اب ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ اگر میر صاحب رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھ سکتے ہیں تو جو کچھ انہوں نے پہلے دیکھا وہ بہر حال اعتبار کے لایق ہوگا اور اگر وہ خوابیں انکی اعتبار کے لایق نہیں اور اضغاث احلام میں داخل ہیں تو ایسی خوابیں آیندہ بھی قابل اعتبار نہیں ٹھہر سکتیں ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ رسول نمائی کا قادرانہ دعویٰ کسقدر فضول بات ہے حدیث صحیح سے ظاہر ہے کہ تمثل شیطان سے وہی خواب رسول بینی کی مبرا ہو سکتی ہے جسمیں آنحضرت صلعم کو انکی حلیہ پر دیکھا گیا ہو ورنہ شیطان کا تمثل انبیا کے پیرایہ میں نہ صرف جایز بلکہ واقعات میں سے اور شیطان لعین تو خدا تعالیٰ کا تمثل اور اسکے عرش کی تجلی دکھلا دیتا ہے پھر انبیا کا تمثل اسپر کیا مشکل ہے اب جبکہ یہ بات ہے تو فرض کے طور پر اگر مان لیں کہ کسیکو آنحضرت صلعم کی زیارت ہوئی تو اسبات پر کیونکر مطمئن ہوں کہ وہ زیارت درحقیقت آنحضرت صلعم کی ہے کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں کو ٹھیک ٹھیک حلیہ نبوی پر اطلاع نہیں اور غیر حلیہ پر تمثل شیطان جایز ہے پس اس زمانہ کے لوگوں کیلئے زیارت

حقہ کی حقیقی علامت یہ ہے کہ اُس زیارت کے ساتھہ بعض ایسے خوارق اور علامات خاصہ ہوں جنکی وجہ سے اُس رویا یا کشف کے منجانب اللہ ہونے پر یقین کیا جائے مثلاً رسول اللہ صلعم بعض بشارتیں پیش از وقوع بتلادیں یا بعض قضا و قدر کے نزول کی باتوں سے پیش از وقوع مطلع کر دیں یا بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت اطلاع دیدیں یا قرآن کریم کی بعض آیات کی ایسے حقایق و معارف بتلادیں جو پہلے قلمبند اور شائع نہیں ہو چکے تو بلاشبہ ایسی خواب صحیح سمجھی جائیگی ورنہ اگر ایک شخص دعوے کرے جو رسول اللہ صلعم میری خواب میں آئے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ فلاں شخص بیشک کافر اور دجال ہے اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ یہ رسول اللہ صلعم کا قول ہے یا شیطان کا یا خود اس خواب بین نے چالاکی کی راہ سے یہ خواب اپنی طرف سے بنالی ہے سو اگر میر صاحب میں درحقیقت یہ قدرت حاصل ہے کہ رسول اللہ صلعم انکی خواب میں آجاتے ہیں تو ہم میر صاحب کو یہ تکلیف دینا نہیں چاہتے کہ وہ ضرور ہمیں دکھاویں بلکہ وہ اگر اپنا ہی دیکھنا ثابت کر دیں اور علامات اربعہ مذکورہ بالا کے ذریعہ سے اسبات کو بپایۂ ثبوت پہنچاویں کہ درحقیقت انہوں نے آنحضرت صلعم کو دیکھا ہے تو ہم قبول کرلیں گے اور اگر انہیں مقابلہ ہی کا شوق ہے تو اُس سیدھی طور سے مقابلہ کرلیں جیسا ہم نے اس اشتہار میں ذکر کیا ہے ہمیں بالفعل انکی رسول بینی میں ہی کلام ہے چہ جائیکہ انکی رسول نمائی کے دعوی کو قبول کیا جائے پہلا مرتبہ آزمایش کا تو یہی ہے کہ آیا میر صاحب رسول بینی کے دعوی میں صادق ہیں یا کاذب اگر صادق ہیں تو پھر اپنی کوئی خواب یا کشف شائع کریں جسمیں یہ بیان ہو کہ رسول اللہ صلعم کی زیارت ہوئی اور آپنے اپنی زیارت کی علامت فلاں فلاں پیشگوئی اور قبولیت دعا اور انکشاف حقایق و معارف کو بیان فرمایا پھر بعد اسکے رسول نمائی کی دعوت کریں اور یہ عاجز حق کی تائید کی غرض سے اسبات کیلئے بھی حاضر ہے کہ میر صاحب رسول نمائی کا اعجوبہ بھی دکھلادیں قادیان میں آجائیں مسجد موجود ہے انکی آنے جانے اور خوراک کا تمام خرچ اس عاجز کے ذمہ ہوگا اور یہ عاجز تمام ناظرین پر ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف لاف وگزاف ہے اور کچھہ نہیں دکھلا سکتے اگر آئیں گے تو اپنی پردہ دری کرائیں گے عقلمند سوچ سکتے ہیں جس شخص نے بیعت کی مریدوں کی حلقہ میں داخل ہوا اور مدت دس سال سے اس عاجز کو خلیفتہ اللہ اور امام اور مجدد کہتا رہا اور اپنی خوابیں بتلاتا رہا کیا وہ اس دعوی میں صادق ہے میر صاحب کیلئے نہایت قابل افسوس ہے خدا انپر رحم کرے پیشگوئیوں کے منتظر رہیں جو ظاہر ہونگی ازالہ اوہام کے صفحہ ۸۵۵ کو دیکھیں

والسلام علی من اتبع الہدیٰ ... غلام احمد قادیانی ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء